9/67

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۹ مارچ ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد و شر الامور محدثاتھا و کل بدعۃ ضلالۃ۔

ترجمہ:۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غالباً ایک خطبہ میں) کہ خدا کی حمد کے بعد معلوم ہونا چاہیے کہ سب سے بہتر حدیث (بات) خدا کی کتاب ہے۔ اور بہترین راہ (طریقہ) محمدؐ کی راہ (طریقہ) ہے۔ اور بدترین چیزوں میں وہ چیز ہے جس کو (دین میں) نیا نکالا گیا ہو اور ہر بدعت (نئی نکالی ہوئی چیز) گمراہی ہے۔ (مسلم)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل امتی یدخلون الجنۃ الا من ابی قیل و من ابی قال من اطاعنی دخل الجنۃ و من عصانی فقد ابی۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امّت میں کا ہر شخص جنّت میں داخل ہوگا مگر وہ شخص نہیں جس نے میرا انکار کیا۔ پوچھا گیا وہ کون شخص ہے جس نے سرکشی کی اور انکار کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ جس شخص نے میری پیروی کی وہ جنّت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی۔ اُس نے میرا انکار کیا۔ (بخاری)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلی کمثل رجل استوقد نارا فلما اضاءت ما حولھا جعل الفراش و ھذہ الدواب التی تقع فی النار یقعن فیھا و جعل یحجزھن و یغلبنہ فیتقحمن فیھا فانا اخذ بحجزکم عن النار و انتم تقحمون فیھا ھذہ روایۃ البخاری و لمسلم نحوھا و قال فی اخرھا قال فذلک مثلی و مثلکم انا اخذ بحجزکم عن النار ھلم عن النار فتغلبونی تقحمون فیھا متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی پس جب آگ نے چاروں طرف روشنی پھیلا دی تو پروانے اور دوسرے وہ جانور جو آگ میں گرتے ہیں، آنے لگے اور آگ میں گرنے لگے۔ آگ روشن کرنے والے شخص نے اُن کو روکنا شروع کیا۔ لیکن وہ نہیں رُکتے اور اس کی کوششوں پر غالب رہتے ہیں اور آگ میں گر پڑتے ہیں۔ اسی طرح میں بھی تم کو آگ میں پڑنے سے روکتا ہوں اور تم آگ میں گر پڑنے کی کوشش کرتے ہو۔ یہ روایت بخاری کی ہے اور مسلم میں بھی ایسی ہی روایت ہے البتہ مسلم کی روایت کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بالکل ایسی ہی میری اور تمہاری مثال ہے۔ مَیں تمہاری کمروں کو پکڑے ہوئے ہوں تاکہ تم کو آگ سے بچاؤں اور کہتا ہوں کہ دوزخ سے بچو۔ اور میرے پاس چلے آؤ لیکن تم مجھ پر غالب آتے ہو اور آگ میں جا پڑتے ہو۔ (بخاری ومسلم)

عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی بعثہ اللہ فی امتہ قبلی الا کان لہ فی امتہ حواریون و اصحاب یاخذون بسنتہ و یقتدون بامرہ ثم انھا تخلف من بعدھم خلوف یقولون ما لا یفعلون و یفعلون ما لا یؤمرون فمن جاھدھم بیدہ فھو مؤمن و من جاھدھم بلسانہ فھو مؤمن و من جاھدھم بقلبہ فھو مؤمن و لیس وراء ذلک من الایمان حبۃ خردل۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ سے پہلے کسی قوم میں کوئی نبی خدا نے ایسا نہیں بھیجا جس کے مددگار اور دوست اُسی قوم میں سے نہ ہوں (ایسے مددگار اور دوست) جو اس کے طریقہ کے پیرو ہوتے اور اس کے احکام کی پوری اطاعت کرتے پھر ان کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوتے جن کو ناخلف کہا جاتا۔ یہ لوگ ایسی بات کہتے جن کو خود نہ کرتے اور وہ کام کرتے جن کا ان کو حکم نہیں ملا تھا۔ پس جو شخص (تم میں سے) اُن لوگوں سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو ان سے اپنی زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو ان سے اپنے دل سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور اس کے بعد (یعنی جو شخص ان کے خلاف اتنا بھی نہ کر سکے اس میں) رائی برابر بھی ایمان نہیں ہے۔ (مسلم)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شھید

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے میری امّت کے بگڑنے کے وقت میری سنّت کو اپنا رہنما بنایا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ (بیہقی)

شرح چندہ

پاکستان وہندوستان میں

سالانہ چندہ ——— ۱۱ روپے
ششماہی ——— ۶ روپے
سہ ماہی ——— ۳ روپے

فی پرچہ

۲۵ پیسے

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

فون نمبر — ۶۷۵۴۵

شرح چندہ بیرون

سعودی عرب، کویت ۱۱ /-
افریقہ، ملایا، انگلینڈ ھانگ کانگ
کے لئے عام ڈاک سے ۸۷ / ۱۸ روپے
ہوائی ڈاک سے .. .. ۵۴ روپے
(امریکہ ڈاک سے)
عام ڈاک سے ۲۴ روپے
ہوائی ڈاک سے ۸۰ / ۸۲ روپے

جلد — ۹ | (۳ ذیقعدہ سنہ ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۶۳ء) | شمارہ ۴۷

اسلام سے بیگانگی

پاکستان کا ایک کثیر الاشاعت اخبار اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ عبوری دارالحکومت راولپنڈی کی بلدیہ کے زنانہ ماڈل اسکولوں میں اُستانیوں کی چار آسامیاں ایک عرصہ سے خالی چلی آ رہی تھیں۔ نئے صدر بلدیہ نے جب اپنے عہدے کا چارج لیا تو انہوں نے انہیں پُر کرنے کے لئے درخواستیں طلب کیں۔ اس سلسلے میں جو درخواستیں آئیں۔ ان میں سے دس خاتون امیدواروں کو انٹرویو کے لئے بُلایا گیا۔ اور ان سے حسب ذیل سوالات کا تحریری جواب مانگا گیا:—

۱۔ اسلام کے پانچ رکن کون سے ہیں؟
۲۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا اُردو ترجمہ کیجئے!
۳۔ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ، والد ماجد، اور دیگر اقرباء کے نام لکھیے؟
(۴) پانچ بڑے اسلامی ممالک کے نام لکھیئے!
(۵) پاکستان کے وزیر اعظم کا کیا نام ہے؟
(۶) تسبیح میں سو دانے کیوں ہوتے ہیں؟
(۷) آپ کی پسند کی تین پاکستانی ایکٹرسیں اور تین اداکار کون ہیں —؟

امیدوارنیوں نے ان سوالات میں سے صرف ایک سوال کا تسلی بخش جواب دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ کی پسند کی تین ایکٹرسیں اور تین ایکٹر کون ہیں۔ یہ تمام اپنے انتخاب میں تقریباً متفق ہیں (انہوں نے چند مسلّمہ ایکٹروں اور ایکٹرسوں کے حق میں رائے دی ہے۔ خبر میں نام درج ہیں۔ لیکن ہم خدام الدین کے صفحات کو ان فلمی ناموں سے آلودہ کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔

پہلے سوال کے جواب میں کسی نے صرف نماز اور روزے کو اسلام کا رکن قرار دیا ہے۔ کسی نے قرض معاف کر دینا۔ اور جھوٹ نہ بولنے کو اسلام کا ستون ٹھہرایا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کا ترجمہ کرنے کے بجائے اس کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ اسے ہر کام کے شروع کرنے سے پہلے پڑھا جاتا ہے

پانچ بڑے اسلامی ملکوں میں چین کا نام بھی ہے — بعض نے اسے دنیا کا سب سے بڑا اسلامی ملک لکھا ہے۔ یہ غالباً اس معاہدے کا اثر ہے۔ جو ابھی حال میں چین کے ساتھ ہوا ہے —

پاکستان کے وزیر اعظم کا کیا نام ہے؟ اس سوال کے جواب میں ایک نے یہ بھی لکھا کہ پاکستان میں پارلیمانی نہیں۔ صدارتی طرز حکومت ہے۔ چار پانچ نے پاکستان کا وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو بتایا ہے۔ اور کچھ نے مسٹر فضل القادر چودھری کو — ہر دو حضرات اس ترقیٔ درجات پر مبارکباد قبول فرمائیں —

واضح رہے کہ جن امیدواروں نے یہ جوابات تحریر فرمائے ہیں۔ ان کے پاس تعلیم کی بہتر ڈگریاں تھیں۔ ان میں بعض ٹرینڈ... اُستانیاں ہونے کی دعویٰ دار بھی تھیں — اللہ ہمارے حال پر رحم کرے — ہمارے مرکزی پبلک سروس کمیشن نے صدر کی خدمت میں جو رپورٹ پیش کی ہے۔ اس میں بھی امیدواروں کے متعلق یہ شکایت کی گئی ہے۔ کہ وہ مذہب کو ایک از کار رفتہ نظام حیات سمجھتے ہیں۔ اور ملکی اور غیر ملکی معاملات میں ان کی معلومات انتہائی ناقص ہیں

مندرجات بالا صرف چند اُستانیوں کی ذہنی کیفیت اور ان کے طبعی رجحانات کی عکاسی نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ ان سے یہ رائے قائم کرنے میں خاصی مدد ملتی ہے کہ نونہالان قوم کی علمی اور اخلاقی تربیت و اصلاح کی باگ ڈور جن لوگوں کے ہاتھ میں سپرد کی جا رہی ہے۔ وہ خود کس نوعیت کے اخلاقی تنزل، ذہنی خلفشار اور دلی پژمردگی کا شکار ہیں —!

ظاہر ہے کہ جس طرح خود راہ گم کردہ کسی دوسرے کے لئے مشعل ہدایت نہیں بن سکتا۔ اور خفتہ کسی خوابیدہ کو بیدار نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اخلاق باختہ اور پراگندہ ذہن لوگوں سے یہ توقع کیسے ممکن ہو سکتی ہے کہ وہ نونہالانِ قوم کی اخلاقی تربیت و اصلاح کے سلسلہ میں کوئی گرانقدر دینی خدمات انجام دے سکیں گے

اور پھر ان بے چاری استانیوں کی اپنی تعلیم و تربیت جن سکولوں اور کالجوں میں ہوئی اور جس قسم کے اخلاق باختہ ماحول میں ان کی نشو و ارتقاء ہوئی۔ اور جس انداز کے لٹریچر نے ان کے ذہنوں میں اپنے گہرے نقوش مرتسم کئے اس کے نتائج و ثمرات کا تقاضا یہ ہے کہ ان استانیوں کو ایسی ہی باتوں کا مظاہرہ کرنا چاہیئے! اگر ہم بچوں کی اخلاقی اور دینی تعلیم تربیت میں ایک حسن، بانکپن اور عمدگی چاہتے ہیں۔ تو اس کے لئے ہمیں سب سے پہلے ان نارمل سکولوں کی اصلاح کرنا ہوگی۔ جہاں کہ نونہالانِ قوم کے اساتذہ تربیت و اصلاح کی نام نہاد ڈگریوں سے بہرہ ور کئے جاتے ہیں!

ایسے نارمل سکول قائم کیجئے جو صرف تہذیب مغرب کے اڈے نہ ہوں۔ بلکہ وہ تہذیب اسلامی کی شاندار روایات اور اعلےٰ قدروں کے منبع اور مرکز معلوم ہوں۔ اور اس میں ایسے نیک طینت اور پاکباز انسان زیور تعلیم و تربیت سے آراستہ کئے جائیں۔ جن کی زندگیاں طلباء اور طالبات کیلئے ایک اُسوہ اور نمونہ بن سکیں —!

خطبہ یوم الجمعہ ۲۵ شوال سنہ ھ بمطابق ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۶۳ء

توکّل — تسلیم — تفویض

(از جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مد ظلہٗ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ط اما بعد!

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ط قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ٥ (سورۃ الطلاق آیت ۲-۳)

ترجمہ! اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے نجات کی صورت نکال دیتا ہے اور اُسے رزق دیتا ہے جہاں سے اُسے گمان بھی نہ ہو — اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے ۔ سو وہی اُس کو کافی ہے ۔ بے شک اللہ اپنا حکم پورا کرنے والا ہے ۔ اللہ نے ہر چیز کے لئے ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

اللہ سے ڈر کر اُس کے احکام کی بہر حال تعمیل کرو ۔ خواہ کتنی ہی مشکلات و شدائد کا مقابلہ کرنا پڑے — حق تعالیٰ تمام مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنادے گا — اور سختیوں میں بھی گزارے کا سامان کر دے گا — اللہ کا ڈر دارین کے خزانوں کی کنجی اور تمام کامیابیوں کا ذریعہ ہے ۔ اسی سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں ۔ بے قیاس و بے گمان روزی ملتی ہے ۔ گناہ معاف ہوتے ہیں ۔ جنّت ہاتھ آتی ہے ۔ اجر بڑھتا ہے ۔ اور ایک عجیب قلبی سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے ۔ جس کے بعد کوئی سختی ۔ سختی نہیں رہتی ۔ اور تمام پریشانیاں اندر ہی اندر کافور ہو جاتی ہیں — ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا ۔ کہ اگر تمام دنیا کے لوگ اس آیت کو پکڑ لیں ۔ تو ان کو کافی ہو جائے

دیکھو

اللہ پر بھروسہ رکھو ۔ محض اسباب پر تکیہ مت کرو ۔ اللہ کی قدرت ان اسباب کی پابند نہیں — جو کام اُسے کرنا ہو وہ پورا ہو کر رہتا ہے — اسباب بھی اُس کی مشیّت کے تابع ہیں — ہاں ہر چیز کا اس کے ہاں ایک اندازہ ہے اُسی کے موافق وہ ظہور پذیر ہوتی ہے اس لئے اگر کسی چیز کے حاصل ہونے میں دیر ہو تو متوکل کو گھبرانا نہیں چاہئیے —

حاصل

(۱) ہر حال میں بھروسہ اللہ پر ہی ہونا چاہئیے —

(۲) محض اسباب پر بھروسہ کرنا مومن کے شایان شان نہیں — اللہ سے نظر ہٹاکر اسباب پر تکیہ کرنا عدم ایمان کی علامت ہے

چنانچہ

قرآن مجید کی ایک دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے ۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ٥

اگر تم ایمان والے ہو تو خدا پر ہی توکل کرو —

توکّل کے درجے

برادرانِ اسلام ! توکل کے تین درجے ہیں ۔ ۱ — توکل — ۲ — تسلیم — ۳ تفویض —

اللہ تعالیٰ کے نیک وعدوں پر دل کو تسلی دینا توکّل ہے — اپنے احوال کی بابت علم الٰہی کو کافی سمجھنا تسلیم ہے — اور اُس کے تمام احکام سے راضی رہنا تفویض ہے — وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ

حضرت پیران پیر سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ العزیز نے — غنیۃ الطالبین میں تحریر فرمایا ہے "متوکل اپنے رب کے وعدہ سے سکون یاب ہوتا ہے ۔ صاحب تسلیم اللہ کے علم کو کافی سمجھتا ہے ۔ اور صاحب تفویض اللہ کے حکم پر خوش ہوتا ہے ۔

حضرت محبوب سبحانیؒ لکھتے ہیں

"بعض نے کہا ہے کہ توکل ابتداء ہے تسلیم درمیانی درجہ اور تفویض انتہا ہے ۔ بعض کا خیال ہے کہ توکل عام مومنین کی صفت ہے — تسلیم اولیائے کرام کی اور تفویض اعلیٰ درجہ کے توحید پرستوں کی — ایک گروہ کہتا ہے توکل عوام کی ۔ تسلیم خواص کی اور تفویض خاصانِ خاص کی صفت ہے اور کچھ بزرگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ توکل عام انبیاء کرام کی صفت ہے ۔ تسلیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور تفویض ہمارے آقا و مولا جناب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے — توکل حقیقی ابراہیم علیہ السلام کو کمال کی حیثیت سے اُس وقت حاصل ہوا تھا جبکہ آپؑ نے جبرائیل علیہ السلام کو فرمایا تھا کہ مجھے تمہاری کوئی حاجت نہیں — چنانچہ اُس وقت ان کی خودی ختم ہو چکی تھی اس کا نشان بھی باقی نہ رہا تھا — اسی وجہ سے آپ نے خدا کی موجودگی میں کسی کو نہ دیکھا — سہل بن عبد اللہؒ کا قول ہے کہ توکّل میں پہلا مقام یہ ہے کہ بندہ خدا کے سامنے ایسا ہو جائے جس طرح مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے کہ وہ جس طرف چاہتا ہے اس کو پھیر دیتا ہے ۔ اور اُس کو کسی عمل اور تدبیر کا اختیار نہیں رہتا — متوکل علی اللہ نہ مانگتا ہے — نہ ارادہ کرتا ہے نہ رد کرتا ہے ، نہ روکتا ہے ۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ توکّل اپنے آپ کو چھوڑ دینے کا نام ہے —"

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام

حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں ۔ کہ اگر تمہیں یہ دیکھنا منظور ہو کہ مردہ زمین پر چل رہا ہے تو میرے ابو بکرؓ کو دیکھو —

اندازہ فرمائیے رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کے متعلق کس قدر بلند عبودیت اور توکل کی خوشخبری دی ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا کس درجہ قوی استحضار حضرت صدیق اکبرؓ کو نصیب تھا کہ جس نے آپ کو اپنی ہستی سے بے خبر کر دیا تھا ۔ یہی حال مردہ بدست زندہ کا ہوتا ہے ۔ اور یہی تسلیم اور تفویض کا رنگ غالب ہو کر صدیق اکبر

کا مقام بن گیا تھا ——

انسان متوکل کب ہوتا ہے؟

حضرت خواجہ بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا تھا "حضرت! بندہ متوکل کب ہو جاتا ہے —— ؟"

آپؒ نے فرمایا "جب اُس کا نفس مخلوق کے اندر رہتے ہوئے بھی اجنبی ہو۔ اور دل خدا کے پاس ہو——

توکل کیونکر حاصل ہوتا ہے؟

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ حضرت آپ کو یہ توکل کا مقام کس طرح حاصل ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے توکل کا مقام چار اوصاف کی وجہ سے حاصل ہُوا۔

ا —— مجھے اس بات کا یقین ہو گیا۔ کہ میرا رزق کوئی دوسرا نہیں کھائے گا۔ لہٰذا میں اس میں مشغول نہیں ہوتا ——

(۲) میں نے جان لیا کہ میرا عمل کوئی دوسرا انجام نہیں دے گا۔ سو میں اس میں مشغول ہو جاتا ہوں۔

(۳) میں نے یقین کر لیا ہے کہ موت اچانک آتی ہے —— چنانچہ میں اس سے جلدی کرتا ہوں

(۴) میں نے جان لیا اور میرا ایمان ہو گیا ہے کہ میں ہر حال میں خدا کی نظر میں ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ پس میں اس سے حیا کرنے والا ہوں ——

توکّل کا پھل

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے۔ کہ اگر تم لوگ خدا پر کما حقہٗ توکّل رکھو گے تو ضرور اللہ تعالیٰ تمہیں رزق دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح کو بھوکے جاتے ہیں —— اور شام کو سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔

محمد بن کعب نے حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے رقم کیا کہ جس شخص کو یہ بات اچھی معلوم ہو کہ لوگوں میں بزرگ شمار ہو تو اسے چاہیئے کہ اللہ سے ڈرے اور جس کو یہ بات اچھی معلوم ہو۔ کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ بے نیاز ہو۔ تو اُسے چاہیئے کہ وہ خدا کے ہاتھ کی چیز پر اپنے ہاتھ کی چیز کے مقابلہ میں زیادہ بھروسہ کرے

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی دُعا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے زمانۂ حج میں خواب میں دکھایا گیا۔ میں نے اپنی امت کو دیکھا کہ اس سے پہاڑ اور میدان بھرے ہوئے ہیں —— مجھے ان کی وضع اور کثرت اچھی معلوم ہوئی۔ مجھے کہا گیا "کیا آپ اس پر راضی ہیں؟" میں نے کہا "جی ہاں" کہا گیا۔ ان کے ساتھ ستر ہزار ایسے بھی ہیں۔ جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے —— یہ وہ لوگ ہیں۔ جو داغ نہیں لگواتے —— نہ بد شگون لیتے ہیں، نہ منتر کراتے ہیں —— بلکہ خدا پر ہی توکل کرتے ہیں —— یہ سن کر عکاشہ بن محصنؓ اسدی کھڑے ہوئے۔ اور عرض کیا۔ "یا رسول اللہ! اللہ سے دعا فرمایئے کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے ——"

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "اے اللہ! اس کو اُن میں سے کر دے"

اس کے بعد دوسرا آدمی کھڑا ہوا۔ اور اُس نے عرض کیا "یا رسول اللہ! اللہ سے دعا فرما دیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے" حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عکاشہ تم پہلے سبقت لے گئے" ——

محترم حضرات

بزرگوں نے لکھا ہے کہ تمام امور کو اللہ عزّ و جل کے سپرد کر دینا، تدبیر و اختیار کی ظلمتوں سے پاک ہونا اور احکام و تقدیر کے میدانوں کی جانب بڑھنا توکل کی حقیقت ہے —— اللہ تعالیٰ ہمیں توکل کی حقیقت کو پانے کی توفیق عطا فرمائے ——

اسباب پر بھروسہ شرک خفی ہے

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ کہ حق تعالےٰ نے اسباب کو پیدا کیا جن کی حیثیت گویا حجاب کی ہے جس نے ان کو حجاب سمجھا۔ وہ ان ہی اسباب کی راہ سے حق تک پہنچا اور جس نے ان ہی اسباب کو رب بنا لیا وہ محروم ہوا۔ چنانچہ اسی بحث میں وہ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ اسباب پر بھروسہ یعنی جب اسباب سامنے ہوں تو دل ٹھکانے رہے۔ اور جب اسباب موجود نہ ہوں تو دل گھبرا اٹھے درحقیقت شرک خفی ہے۔ اور اسباب کو ہی رب جاننے کے مرادف ہے ——

غیر متوکلین کا حال

شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں کہ بعض اسباب پر بھروسہ کرنے والے آخرت میں تو عذاب سے دوچار ہونگے ہی۔ اس دنیا میں بھی عذاب میں مبتلا رہتے ہیں —— اس طرح کہ جب تک اسباب سامنے رہتے ہیں۔ اس تکلیف میں رہتے ہیں۔ کہ اگر یہ غائب ہو گئے تو کیا ہوگا۔ اور جب اسباب غائب ہو جائیں تو اس وقت کی اذیت تو ظاہر ہی ہے۔ چنانچہ وہ ہر حال میں ہی دکھ اٹھاتے ہیں —— اسباب ہوں جب بھی اور اسباب نہ ہوں۔ جب بھی

متوکلین کا حال

مگر جس نے شرک سے دل کو پاک کر لیا۔ اور اسباب میں سے کوئی سبب اُس کے خیال میں حق تعالےٰ کا شریک نہ رہا۔ تو وہ شخص بےخنت (بے خوف) ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ اسباب کا وجود اور عدم اُس کے لئے دونوں برابر ہو جاتے ہیں۔ اور جس پر اس کا بھروسہ ہے۔ یعنی ذاتِ خداوندی تو وہ ہر حال میں موجود ہے —— باقی رہنے والی ہے اور اُسے کبھی فنا نہیں —— اُس کی صفت ہی یہی ہے۔ کہ جہاں سے سان و گمان بھی نہ ہو۔ وہاں سے چیزوں کو سامنے لائے —— (ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجًا ویرزقہ من حیث لا یحتسب

متقین کی ایک نشانی

مجالس الشیخین میں مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے شیخ اکبرؒ کے حوالہ سے یہ لکھا ہے

تقویٰ کا تحقق آدمی میں ہوا ہے یا نہیں اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ روزی ایسی جگہ سے آنے لگے جہاں سے گمان بھی نہ ہو —— اور جب تک ان ہی راہوں سے روزی ملتی ہے جہاں سے گمان ملنے کا ہو تو ابھی "تقویٰ" کی علامت اس میں قائم نہیں ہوئی ہے ——"

آگے چل کر لکھتے ہیں "میرا مطلب یہ نہیں۔ کہ اسباب کی راہ سے طلب جستجو رزق کی لوگ ترک کر دیں۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ دل کو دیکھیں کہ اعتماد اور

بھروسہ اس کا کس پر ہے۔ اللہ پر ہے یا اسباب پر ہے۔ یہ ایک ذہنی باطنی... کیفیت ہے۔ ہر شخص اپنے باطن کے حال سے خود آگاہ ہے۔

بہر حال دل کو ٹٹولو۔ اگر اسباب پر اس کا بھروسہ پاتے ہو تو اپنے ایمان کو چاہیئے کہ تم متہم کرو اور سمجھ لو کہ تم متوکل اور متقی ابھی نہیں اور اگر اسباب کا وجود اور عدم تمہارے دل کے سامنے برابر ہو گیا ہے تو میں بشارت دیتا ہوں کہ ایسا مومن جو کسی کو اللہ کے ساتھ... شریک نہیں کرتا۔ وہ تم اب ہو گئے ہو"

خواجہ علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

ایک دفعہ میں نے ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سے ایمان کی حقیقت کے متعلق پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ کیونکہ جو کچھ میں کہوں گا۔ وہ عبارت ہوگی۔ حالانکہ مجھے چاہیئے کہ میں اس کا جواب عمل سے دوں —— البتہ میں مکہ مکرمہ کا قصد رکھتا ہوں۔ اور تو بھی وہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ لہٰذا اس راستہ میں تو میرے ساتھ صحبت رکھ۔ تاکہ تو اپنے سوال کا جواب پا سکے۔ میں نے کہا بہت اچھا —— جب ہم جنگل میں چلے گئے تو ہر رات دو روٹیاں اور دو پیالے پانی کے نمودار ہوتے۔ ایک مجھے دے دیتے اور دوسرا آپ اٹھا لیتے۔ یہاں تک کہ جنگل میں ایک بوڑھا سوار آ گیا جب اُس نے آپ کو دیکھا تو وہ گھوڑے سے اُتر آیا۔ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کچھ پوچھا۔ اور کچھ دیر باتیں کیں اور پھر وہ بوڑھا گھوڑے پر سوار ہو کر واپس چلا گیا —— میں نے عرض کیا اے شیخ! وہ بوڑھا کون تھا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ تیرے سوال کا جواب تھا" میں نے "وہ کس طرح؟" تو آپ نے فرمایا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے جو میری ہمنشینی چاہتے تھے۔ مگر میں نے قبول نہیں کیا۔ میں نے پوچھا "یہ کیوں؟" آپ نے فرمایا کہ میں اس بات سے ڈرا کہیں ان کی صحبت میں حق تعالےٰ کو چھوڑ کر ان پر بھروسہ نہ کر دوں۔ اور اس طرح میرا توکل برباد ہو جائے۔ حالانکہ ایمان کی حقیقت توکل کی حفاظت کرنا ہے —— چنانچہ اس لئے اللہ جل شانہٗ نے فرمایا ہے ——

فلیتوکلوا ان کنتم مؤمنین ○ اللہ پر بھروسہ کرو اگر تم مومن ہو ——

برادرانِ اسلام

در اصل اللہ کا ذکر اور توکل سے ہی اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ جب انسان یہ یقین کر لیتا ہے۔ کہ قسمت میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ جو اس کے مقسوم میں ہے وہ اس سے نہیں جائے گا۔ اور جو مقدر میں نہیں وہ حاصل نہیں ہوگا۔ تو اُس کے دل کو سکون ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے مالک کے وعدے پر مطمئن ہو جاتا ہے۔ اور اسی سے اپنی قسمت کی چیز لیتا ہے۔

توکل ہر مسلمان پر فرض ہے

برادران اسلام! توکل صرف خواص کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ یہ ہر مسلمان پر فرض ہے —— کوئی بھی صاحبِ ایمان اس سے مستثنیٰ نہیں —— ارشاد ربانی ہے:۔

وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○

اور چاہیئے کہ اللہ ہی پر مسلمان بھروسہ کریں (سورۂ آل عمران رکوع ۱۳)

اور یہ ارشادِ باری قرآن عزیز میں صرف ایک مرتبہ ہی نہیں بلکہ سات مرتبہ مختلف مقامات پر آیا ہے —— بار بار اللہ عز و جل کا بندوں کو توکل کی ترغیب دینا توکل کی اہمیت واضح کرتا ہے۔ اور نتیجہ صاف طور پر یہی لیا جا سکتا ہے۔ کہ خداوند قدوس ہر مسلمان کے ذمہ توکل کی پابندی لازم قرار دے رہے ہیں —— اللہ تعالےٰ ہمیں اس پابندی کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمیں استقامت کی دولت سے بہرہ ور فرمائے

بارگاہِ خداوندی میں متوکلین کا مقام

قولہٗ تعالےٰ

اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ○

بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے (آل عمران رکوع نمبر ۱۷ پارہ ۴)

برادران عزیز!

جب اللہ تعالےٰ نے متوکلین کو پسند فرما لیا۔ تو اب انہیں اللہ تعالےٰ کے کسی عتاب یا عذاب کا کب خطرہ رہ سکتا ہے؟ یہ توکل کرنے والے بندوں پر اللہ عز و جل کا انعام ہے کہ وہ انہیں مقام محبوبیت سے نوازتا ہے ——

حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفاتِ حمیدہ میں سے صرف ایک صفت اللہ تعالےٰ نے آگے منتقل ہونے نہیں دی اور وہ صفت نبوت ہے۔ آپ خاتم النبیین ہیں —— آپ کے بعد دنیا میں کوئی نبی قیامت تک پیدا نہیں ہوگا اس کے علاوہ باقی صفات کے حامل آپ کی امت میں اللہ تعالےٰ کے بندے ہمیشہ موجود رہیں گے۔ جن کی برکت سے حقیقی اور اصلی اسلام کے انوار دنیا میں تا ابد تابندہ، درخشندہ اور پائندہ رہیں گے

چنانچہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے توکل کی سنت تازہ کرنے والے اللہ کے مقبول بندے بھی امت مسلمہ میں پیدا ہوتے رہیں گے—— ایسے اللہ کے بندوں کا کام ہی یہی ہے۔ کہ وہ اپنی تمام خدا داد قابلیتوں، قوتوں اور اپنی زندگی کے تمام لمحات کو محض اللہ تعالےٰ کے دین کی حمایت اور اس کی نشر و اشاعت میں خرچ کرتے ہیں —— یہ مقبولانِ بارگاہ الٰہی تمام ذرائع معاش کو ترک کر کے اپنی ضروریات کا کفیل فقط اللہ تعالےٰ کو بناتے ہیں۔ در اصل اسلام کا صحیح نقشہ انہیں اللہ کے بندوں کی برکت سے آج تک زندہ رہا ہے۔ اور قیامت تک زندہ رہے گا ——

درحقیقت سیدی و مولائی حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا حال بھی اس کے برعکس نہ تھا۔ یہ قال ان کا حال بن چکا تھا۔ وہ کمال توکل اور تفویض کے اُس مقام پر فائز تھے کہ اس دور میں ان کی نظیر ڈھونڈے سے بھی میسر نہیں آ سکتی —— اللہ تعالےٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چل کر حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کو زندہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے ——

باقی صفحہ ۱۸ پر

نہیں ملتے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

ارشاداتِ مجالسِ ذکر

از حضرت شیخ التفسیر سیدنا و مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ جناب محمد مقبول عالم بی اے لاہور

۳۰ر مارچ ۱۹۴۴ء جمعرات

نفس و شیطان کے اغوا سے بچنے کی تدبیر

صحبت کاملین

اللہ تبارک وتعالےٰ کا اعلان ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ط (۱۳ : ۱۱)

اللہ تعالےٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت نہ بدلیں)

یعنی کسی کی اچھی حالت بری حالت سے نہیں بدلتی - مگر وہ خود ایسے اعمال کرتا ہے جو اس کی حالت کو بُرا کرنے والوں ہوں۔ اور کسی کی بری حالت اچھی حالت سے نہیں بدلتی۔ جب تک وہ ایسے اعمال نہ کرے جو اُس کی حالت کو اچھا کرنے والوں ہوں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں نفس وشیطان کے اغوا سے.. بچائے اور ایسے عملوں سے بھی بچائے۔ جو بری حالت پیدا کرنے والے ہوں - اس کا طریقہ یہی ہے کہ:-

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ (سورہ ۱۸ آیت ۲۸)

اپنی نشست و برخاست ان کے ساتھ رکھیئے جو صبح وشام اللہ کی یاد کرتے ہیں۔ اُن کی صحبت میں رہ کر انسان نفس وشیطان کے حملوں سے بچ سکتا ہے۔ ایسے کاملین کی صحبت نصیب ہو۔ تو اللہ تعالےٰ ان کے پاس رہنے کی توفیق دے۔ ہم نے تو ایسے لوگ دیکھے ہیں جو تمام تعلقات چھوڑ کر ان اللہ والوں کے زیر سایہ آگئے۔ اور پھر وہاں سے نہیں گئے بس جنازہ ہی نکلا۔ جو وقت کاملین کی نگرانی میں گزر جائے۔ وہ بہترین ہے۔ ایک منٹ بھی جو ان کی صحبت میں گزرے۔ وہ اکسیر سے بڑھ کر ہے۔ جیسے بچے اُستاد کی نگرانی میں کوئی شرارت نہیں کرتے۔ شور نہیں مچاتے وہ اپنا اپنا سبق پڑھتے ہیں۔ لیکن جونہی اُستاد باہر نکل جائے تو شور کرنے لگ جاتے ہیں اسی طرح کاملین کی نگرانی میں انسان نفس وشیطان کے اغوا سے محفوظ رہتا ہے۔ اُن کی صحبت سے ذرا ہٹیے۔ تو وہ لطف جاتا رہے گا۔ وہ اطمینان نہیں رہے گا۔ اسی لئے جو عاشق ہوتے ہیں۔ وہ ان کے پاس آکر زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور ان کی خدمت کرتے ہیں۔ یہ فضل ہر شخص کو نہیں ملتا۔ اگر کوئی اللہ اللہ کرنے والی جماعت مل جائے۔ کسی کامل کی صحبت نصیب ہو۔ تو وہاں جایا کیجئے۔ اس طرح نفس وشیطان کے اغوا سے بچے رہیں گے

۶ر اپریل ۱۹۴۴ء، جمعرات

اللہ والوں کی دوستی

قرآن حکیم میں آتا ہے کہ قیامت کے دن لوگ گروہ در گروہ اٹھائے جائیں گے

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ؕ (۹۹ : ۶)

اس دن لوگ الگ الگ ہو کر نکل پڑیں گے۔ تاکہ انہیں ان کے عمل دکھائیں جائیں اور حدیث میں آتا ہے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّهٗ۔ کہ انسان ان کے ساتھ ہوگا جن کے ساتھ اُس کی دوستی ہوگی۔ غرض جن لوگوں کی دوستی اللہ والوں کے ساتھ ہوگی وہ اللہ والوں کے گروہ میں اٹھائے جائیں گے آخرت میں یہی دوستی کام آئے گی اور کوئی دوستی کام نہیں آئے گی۔ اللہ اللہ کرنے والی جماعت سے محبت رکھیں اور اُن کے ساتھ نشست و برخاست رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے

۴ر مئی ۱۹۴۴ء جمعرات

اکرام اور عزت اللہ کے نام میں ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو دنیا میں بھجوایا۔ اور اس کی زندگی کا مقصد یہ بنایا۔ کہ ربوبیت سے فائدہ اٹھائے اور عبدیت کا حق بجا لائے

انسان دنیا میں دو چیزیں چاہتا ہے خواہ شاہ ہو یا گدا، امیر ہو یا غریب، چھوٹا ہو بڑا ایک آرام اور دوسرے عزت۔ عام انسان تو آرام ہی کو مدّنظر رکھتے ہیں لیکن سمجھ دار لوگ آرام کے ساتھ عزت کے بھی خواہاں ہوتے ہیں۔ ساری تگ ودو اسی لئے ہوتی ہے کہ آرام اور عزت ملے

یاد رکھو! آرام اللہ کے نام میں ہے جہاں اللہ کا نام درمیان آئے گا۔ آرام ملے گا، اللہ کا کلام، اللہ کا گھر، اللہ والوں کی صحبت۔ ان سب سے آرام ملے گا۔ مسجد جو اللہ کے نام سے بنائی گئی ہے، آپ اس میں آرام سے بیٹھ سکتے ہیں۔ ورنہ محلہ میں کئی مکان ہیں۔ کسی مکان میں چپکے سے گھس کر نہیں بیٹھ سکتے۔ لیکن مسجد اللہ کے نام سے بنائی گئی ہے۔ یہاں آپ کو کوئی نہیں روکے گا۔

عزت بھی اللہ کے ہاں سے ملتی ہے

فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (۴ : ۱۳۹) عزت سب اللہ کے لئے ہے) اللہ کا ذکر کریں گے تو عزت مل جائے گی۔ اللہ تعالےٰ تمہیں بصیرت عطا کرے۔ اور اسے اس طرح دل پہ لکھ کر لے جانے کی توفیق دے۔ حقیقت یہی ہے۔ باقی سب طمع کے یار ہیں۔ بے طمع کا یار سب سے پہلے اللہ تعالےٰ ہے۔ پھر اگر کوئی ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کے بعد اگر بے طمع کے یار ہو سکتے ہیں۔ تو اللہ والے ہیں۔ رشتہ دار طمع کے یار ہیں، برادری والے ہمدرد نہیں ہوتے بلکہ دشمن ہوتے ہیں جب تک کام ہے دوست ہیں۔ جب کام نہ رہے تو دشمن بن جاتے ہیں اَلْاَقَارِبُ كَالْعَقَارِبُ۔ رشتہ دار بچھو کی طرح ہوتے ہیں — میں تو دعا کرتا ہوں۔ کہ ماں ایک ہی بیٹا جنے، یا اس کے ساتھ ایک بیٹی بس ایک بھائی ہو اور ایک بہن ہم نے تو برادری کو دشمن ہی پایا۔

۱۱ر مئی ۱۹۴۴ء جمعرات

اللہ تبارک وتعالےٰ کے نام میں عجیب خاصہ ہے۔ جیسے وہ خود مستغنی عن الخلق ہے اسی طرح وہ شخص جس کے ہر رگ وپے میں اللہ کا نام سرایت کر جائے۔ مستغنی عن الخلق ہو جاتا ہے۔ وحدت کی طرف جاذب ہو جاتا ہے۔ اور کثرت سے نفور ہو جاتا ہے۔ پہلے

دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر گپیں مارنے میں مزہ لیتا تھا۔ اب تنہائی میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنا پسند آتا ہے۔ جب یہ حالت ہو گی۔ تو گناہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ گناہ کثرت میں جانے سے ہوتا ہے۔ تالی دو ہاتھ سے بجتی ہے۔ جب لوگوں کے ساتھ اختلاط نہیں رہے گا۔ تو چغلی، بدگوئی، بد زبانی بد بینی وغیرہ جملہ گناہوں سے محفوظ رہیگا یہی وجہ ہے کہ ذاکرین کثرت سے بھاگتے ہیں۔ وحدت کی طرف آتے ہیں۔ ان کا جی چاہتا ہے۔ کہ آبادی سے دور جنگل بسیرا اور آسمان تلے ڈیرا ہو۔ غافلین کی مجلسوں میں بیٹھنا پسند نہیں کرتے

اس دین میں جیسے مردوں کا حصہ ہے۔ ویسے ہی عورتوں کا حصہ ہے۔ عورتیں فقط گھر کی لونڈیاں ہی نہیں کہ کھانا پکائیں۔ کپڑے دھوئیں، لبترا بچھائیں، بچے جنیں، انہیں پالیں بلکہ جیسے تم جہنم سے بچنے کی تدبیر کرتے ہو۔ انہیں بھی جہنم سے بچنے کی تدبیر سمجھاؤ قرآن حکیم نے جہاں نیک مردوں کی صفات گنائی ہیں۔ وہاں نیک عورتوں کی صفتیں بھی بیان کی ہیں۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (۳۳-۳۵)

بے شک اللہ نے مسلمان عورتوں اور ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں اور فرمانبردار مردوں اور فرمانبردار عورتوں اور سچے مردوں اور سچی عورتوں اور صبر کرنے والے مردوں اور صبر کرنے والی عورتوں اور عاجزی کرنے والے مردوں اور عاجزی کرنے والی عورتوں اور خیرات کرنے والے مردوں اور خیرات کرنے والی عورتوں اور پاک دامن مردوں اور پاک دامن عورتوں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مردوں اور بہت یاد کرنے والی عورتوں کے لئے بخشش اور بڑا اجر تیار کیا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے جب مردوں کے ساتھ ساتھ وہی صفتیں عورتوں کی بیان کی ہیں۔ تو یہ صفتیں عورتوں میں پیدا ہو سکتی ہیں۔ ایسی اسی لئے تو اللہ تعالےٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ہم نے ایسی عورتیں دیکھی ہیں۔ جو ذکر کی برکت سے مستغنی عن الخلق تھیں کثرت سے نفور اور وحدت کی محبت میں سرشار۔ لاہور میں بعض عورتیں تھیں۔ جنہوں نے ذکر شروع کیا۔ اور مجھ سے کہا۔ کہ دل چاہتا ہے۔ کہ ان آبادیوں سے نکل جائیں اور جنگل میں جا کر رہیں۔ میں نے ان کا ذکر حکماً بند کرا دیا۔ عورتیں زیادہ نازک ہوتی ہیں ذکر کا اثر جلدی ہوتا ہے۔ جیسے کیتی پر ایک انگاری بھی رکھیں۔ تو وہ گرم ہو جاتا ہے اور اگر کنڈالی کے ٹکرے پر رکھیں۔ تو وہ دیر سے گرم ہو گا۔ ہمارے پڑدادا پیر کے ہاں ایک عورت ذاکر تھی۔ وہ نکاح نہیں کرتی تھی حضرت نے حکماً اس کا نکاح کرا دیا۔ اس نے کہا۔ کہ میں اس سے نکاح کروں گی۔ جو جھوٹ نہ بولے۔ نکاح ہو گیا۔ بچہ پیدا ہوا۔ ایک دن باپ بچے کو بہلا رہا تھا اور ماں پانی بھرنے جا رہی تھی۔ بچہ رو رہا تھا۔ باپ نے بچے کو کہا۔ کہ چپ کرو وہ تمہاری ماں آ رہی ہے۔ حالانکہ وہ جا رہی تھی۔ عورت نے یہ سنا اور اس سے کہا کہ تو نے جھوٹ بولا ہے۔ تیرا میرا نکاح نہیں رہا۔ کیونکہ شرط یہ تھی کہ تو جھوٹ نہیں بولے گا

غرض عورتوں کو بھی دین سکھائیں۔ تاکہ وہ جہنم سے بچ جائیں ـــــ

دعوۃ الحق (قرآن مجید)

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے۔ سو ماپ اور تول کو پورا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم ایمان دار ہو ـــ اور سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو۔ اور اللہ کی راہ سے روکو۔ اور اس پر ٹیڑھاپن تلاش کرو۔ اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم تھوڑے تھے پھر اللہ نے تمہیں زیادہ کر دیا۔ اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہوا ہے اور اگر تم میں سے ایک جماعت اس پر ایمان لے آئی ہے۔ جو میرے ذریعہ سے بھیجا گیا ہے۔ اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی۔ پس صبر کرو۔ جب تک اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اُس کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا اے شعیب ہم تجھے اور انہیں جو تجھ پر ایمان لائے ہیں اپنے شہر سے ضرور نکال دیں گے۔ یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ ـــ فرمایا کیا اگرچہ ہم اس دین کو ناپسند کرنے والے ہوں۔ ہم تو اللہ پر بہتان باندھنے والے ہو جائیں۔ اگر ہم تمہارے مذہب میں واپس آئیں۔ بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں اس سے نجات دی ہے ہمیں یہ حق نہیں کہ تمہارے دین میں لوٹ کر آئیں۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے جو ہمارا رب ہے۔ ہمارے رب کا علم ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اے رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے موافق فیصلہ کر دے اور تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے اس کی قوم میں سے جو کافر سردار تھے انہوں نے کہا اگر تم شعیب کی تابعداری کرو گے۔ تو بے شک نقصان اٹھاؤ گے پھر انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ اور وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا ـــ گویا کہ وہ وہاں کبھی بسے ہی نہیں تھے جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا وہی نقصان اٹھانے والے ہوئے۔ پھر ان سے منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم تحقیق میں نے تمہیں اپنے رب کے احکام پہنچا دیئے اور میں نے تمہارے لئے خیر خواہی کی پھر کافروں کی قوم پر میں کیونکر غم نہ کھاؤں ـــــ

(الاعراف پ ۹)

(خاموش مبلغ)

اسلام میں نکاح بیوگان

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فیصلے

مرتبہ جناب حافظ محمد امین بورسٹل جیل لاہور

(قسط اول)

(۱) حضور صلعم جب اہل مکہ کے سامنے اسلام پیش کرتے تو حضرت صدیق سب سے پہلے آپؐ پر ایمان لاتے ہیں - اور فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے اپنی زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا - اس لئے آپؐ کا لایا ہوا پیغام کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا - آپ کا باپ آپ کے اس فیصلے کی سخت مخالفت کرتا ہے - مگر کوئی چیز آپ کے فیصلے میں تبدیلی نہیں کر پاتی - اور آپ حضورؐ پر ایمان لے آتے ہیں - اور حضورؐ کی نبوت کی تصدیق فرماتے ہیں

(۲) جب حضورؐ کو معراج کا شرف حاصل ہوتا ہے - تو مشرکین حضورؐ کی زبانِ مبارک سے سن کر یقین نہیں لاتے اور انکار کے بعد فوراً صدیق اکبرؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں کہ شاید ان کا ایمان متزلزل کر سکیں - مگر صدیق اکبرؓ مشرکین کی زبان سے سن کر فرماتے ہیں - کہ اگر حضورؐ نے فرمایا ہے — تو سچ ہے - وہ اللہ پر بہتان نہیں باندھ سکتے - ویسے بھی اللہ کا ایلچی روزانہ حضور کے پاس آتا ہے - اگر ایک دن خدا نے انہیں اپنے پاس بلا لیا ہے تو اس میں تعجب کی بات کون سی ہے - مشرکین صدیق اکبر کا یہ جواب سن کر اپنا سا منہ لے کر رہ جاتے ہیں — خدا کا دین ہے - کہ مشرکین خود حضورؐ کی زبان سے سن کر تکذیب کرتے ہیں - لیکن شان صدیقؓ ملاحظہ ہو - کہ مشرکین کی زبان سے سن کر بلا تامل فرمانِ رسولؐ کی تصدیق فرما دیتے ہیں حضور صلعم اس لئے آپ کو خطاب صدیقؓ کے خطاب سے نوازتے ہیں

(۳) جب مسلمانوں پر اہل مکہ کی ستم رانیاں حد سے بڑھ جاتی ہیں - تو حضورؐ حکم خداوندی کے مطابق مکہ سے ہجرت کرنے کا فیصلہ فرماتے ہیں - اور صدیق اکبرؓ اس پر خطر مہم میں تمام اہل و عیال کو چھوڑ کر محبوبؐ خدا کا ساتھ دینے کا فیصلہ کرتے ہیں - اس سفر میں آپ بے پناہ آلام و مصائب سے گزرنے اور راتوں کو سفر کرنے کے بعد مدینہ پہنچتے ہیں - اسی سفر میں غارِ ثور کا واقعہ آپ کے عشق و محبت کا بہترین ثبوت ہے - چنانچہ فاروقِ اعظم رضؓ فرماتے ہیں کہ صدیق اکبرؓ کی اس رات کی خدمت میری عمر بھر کی عبادت سے افضل ہے - یہی وہ غار کا واقعہ ہے - جس کو قرآن نے خدا کی زبان سے "ثانی اثنین" اور حضورؐ کی زبان سے "لا تحزن" کا خطاب حضرت صدیقؓ کو عطا فرمایا —

(۴) جنگ تبوک کے موقعہ پر حضورؐ صحابہؓ سے امداد کی پیش کش کرتے ہیں - فاروق اعظمؓ اس موقعہ پر صدیق اکبرؓ سے بازی لے جانے کے خیال سے کل کا نصف اثاثہ حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں - صدیق اکبرؓ گھر تشریف لاتے ہیں - اور سب کچھ لے جا کر حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں - رسولؐ اللہ حضرت عمرؓ سے دریافت فرماتے ہیں کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ آپؓ عرض کرتے ہیں کہ رسول اللہ نصف ان کے لئے چھوڑ آیا ہوں - اس کے بعد رسولؐ اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے پوچھتے کہ آپ نے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ تو صدیق اکبرؓ عرض کرتے ہیں - کہ حضورؐ جو کچھ گھر میں نظر آیا وہ لے آیا ہوں اور گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کا رسولؐ کافی ہے —— فاروق اعظمؓ یہ سن کر فرماتے ہیں - کہ حضرت صدیقؓ کے فیصلے اعلےٰ ہیں اور وہ ہر موقعہ پر بازی لے جاتے ہیں — کیوں نہ ہو - نبی کے بعد مقام صدیقیت تو ہے —— یا نبی کے بعد کا مقام آتا ہے (قرآن) ——

(۵) جنگ بدر میں جو مسلمان حصہ لیتے ہیں ان میں اکثر کے خویش و اقارب اور عزیز ترین رشتہ دار قریش کی طرف سے جنگ میں صف آرا ہیں - صدیق اکبر کا بیٹا عبدالرحمٰن بھی انہیں میں ہے - اور بعد میں وہ بھی مسلمان ہوتا ہے - ایک دن باتوں باتوں میں کہتا ہے - کہ ابا جان! جنگ بدر میں آپ کئی مرتبہ میری زد میں آئے - مگر میں نے آپ پر باپ سمجھ کر وار نہ کیا - یہ سن کر آپؓ فرماتے ہیں - بیٹا! خدا کی قسم اگر تم میری زد میں آتے تو میں تمہیں کبھی نہ چھوڑتا - سبحان اللہ -

حدیث مبارکہ

کہ تم اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتے - جب تک حضورؐ سے محبت دنیا کی ہر شے سے زیادہ نہ ہوگی - حتٰکہ اولاد اور والدین سے بھی زیادہ ہونی چاہیئے -

(۶) صدیق اکبرؓ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے باپ ہیں - جب عبداللہ بن ابی رأس المنافقین اور مسطح حضرت عائشہ پر تہمت لگاتے ہیں - تو آپؓ کو سخت صدمہ پہنچتا ہے مگر جب خدا تعالےٰ کی طرف سے حضرت عائشہؓ کی بریت کی آیات نازل ہوتی ہیں تو ساتھ ہی یہ حکم بھی ہوتا ہے - کہ بزرگوں کی یہ شان نہیں - کہ وہ جن لوگوں کو اپنا لیں - ان کو پھر چھوڑ دیں - چنانچہ صدیق اکبر رضؓ کا ضبط و تحمل دیکھئے کہ آپؓ اپنی چہیتی بیٹی پر تہمت لگانے والوں کی امداد پھر جاری فرما دیتے ہیں - اور مسطح کو پہلے کی طرح پرورش کرنے لگتے ہیں - اور دل میں ذرہ بھر ملال نہیں رکھتے - ورنہ بیٹی پر تہمت لگانے والے کو کون برداشت کرتا ہے، مگر حضرت صدیقؓ اس کی پرورش کا فیصلہ کرتے ہیں — سبحان اللہ!

ایک دفعہ کا ذکر ہے - کہ صدیق اکبرؓ ایک راستے سے گزر رہے ہیں - اور مکہ کے ایک مشرک نے عاشق رسولؐ حضرت بلالؓ کے سینے پر پتھر رکھ کر انہیں گرم ریت پر لٹا رکھا ہے - آپ تکلیف کی شدت سے تڑپ رہے ہیں - اور منہ مبارک سے "احد احد" کی آواز نکل رہی ہے - صدیق اکبرؓ یہ آواز سنتے ہیں - تو آپ کو پتہ چلتا ہے کہ حضرت بلالؓ کو ایذا پہنچائی جا رہی ہے احد کی یہ آواز ان ہی کے منہ سے نکل رہی ہے یہ جان کر صدیق اکبرؓ کو سخت رنج ہوتا ہے - اور آپؓ اپنی گرہ سے فدیہ ادا کر کے حضرت بلالؓ کو اس مشرک کی غلامی سے آزاد فرما دیتے ہیں

چنانچہ حضرت بلالؓ اپنی بقیہ زندگی رسول اللہ کی خدمت ہی میں گزارتے ہیں اور وہ مقام حاصل کرتے ہیں - کہ ساری دنیا جانتی ہے - یہ سب حضرت صدیق کا طفیل ہے - (باقی آئندہ)

خصائلِ مومن

۴

(جناب محمد شفیع عمرالدین ــــ سانگھڑ)

(۲۱) مومن صابر، صادق اور فرمانبردار ہے

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ط لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ م بِالْعِبَادِ o اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ o اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ o

(آل عمران آیت ۱۵/۱۶-۱۷ - ع ۲-۶)

ترجمہ! کہہ دے کیا میں تمہیں اس سے بہتر بتاؤں پرہیزگاروں کے لئے اپنے رب کے ہاں باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور پاک عورتیں ہیں۔ اور اللہ کی رضامندی ہے۔ اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔ وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے ہیں، سو ہمیں ہمارے گناہ بخش دے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ وہ صبر کرنے والے ہیں۔ اور سچے ہیں۔ اور فرمانبرداری کرنے والے ہیں۔ اور خرچ کرنے والے ہیں۔ اور پچھلی رات میں گناہ بخشوانے والے ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ متقیوں کے اوصاف یہ ہیں

(۱) اللہ تعالےٰ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہیں

(۲) ایمان لانے کے بعد اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ گناہوں کی معافی کے لئے اول ایمان لانا شرط ہے

(۳) صبر کرتے ہیں۔ احکام اللہ و احکام الرسول پر ڈٹ کر چلتے ہیں۔ اوامر و نواہی کا خیال رکھتے ہیں۔ حلال و حرام کی حدود سے بے صبر ہوکر تجاوز نہیں کرتے۔ فرائض عبودیت بجا لاتے ہیں۔ خواہ وہ نفس پر گراں گزریں کوتاہی نہیں کرتے۔

(۴) صادق اور سچے ہیں۔ اپنے ایمان کے دعویٰ میں سچے ہیں۔ ان کی ہر بات سے سچائی ٹپکتی ہے۔

(۵) فرمانبرداری ان کا شعار ہے۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کو بسروچشم قبول کرتے ہیں۔ اور بڑی ہمت کے ساتھ ان پر عمل کرتے ہیں۔ کوئی دنیاوی لالچ انہیں اس راستہ سے نہیں ہٹا سکتا۔

(۶) اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں۔ مال خرچ کرتے وقت شرعی حدود سے تجاوز نہیں کرتے۔ غیر شرعی امور میں ایک کوڑی بھی خرچ نہیں کرتے۔ اپنے مال سے خویش و اقارب اور دوسرے حق داروں کے حقوق ادا کرتے ہیں۔

(۷) رات کو سحری کے وقت جس وقت اٹھنا طبیعت پر گراں گزرتا ہے یہ اُٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے ہیں۔ اور اپنے گناہوں سے استغفار کرتے ہیں۔ یہ وقت قبولیت دعا کا وقت ہے۔ اس وقت استغفار قبول ہوتی ہے

(۲۲) مومن بیہودہ گو اور جاہلوں سے الجھنے والا نہیں۔

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ o (القصص آیت ۵۵)

ترجمہ! اور جب بے ہودہ بات سنتے ہیں۔ تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہمارے لئے ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے اعمال، تم پر سلام ہو، ہم بے سمجھوں کو نہیں چاہتے۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

"یعنی کوئی جاہل لغو بے ہودہ بات کہے تو اُس سے الجھتے نہیں۔ کہہ دیتے ہیں۔ کہ بس صاحب! تمہاری باتوں کو ہمارا دور سے سلام۔ یہ جہالت کی بوٹ تم ہی رکھو ہم کو ہمارے مشغلہ میں رہنے دو۔ تمہارا کیا تمہارے اور ہمارا کیا ہمارے سامنے آجائے گا۔ ہم کو تم جیسے بے سمجھ لوگوں سے الجھنے کی ضرورت نہیں۔ محمد بن اسحاق نے سیرت میں لکھا ہے کہ قیام مکہ کے زمانہ میں تقریباً تیں چالیس اشخاص حبشہ سے حضورؐ کی خبر سن کر آئے۔ کہ تحقیق کریں کیسے شخص ہیں۔ آپؐ سے بات چیت کی، حضورؐ نے قرآن پڑھ کر سنایا، اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ اور بڑے زور سے آپؐ کی تصدیق کی۔ جب مشرف بایمان ہوکر واپس ہونے لگے۔ تو ابوجہل وغیرہ مشرکین نے اُن پر آوازے کسے، کہ ایسے احمقوں کا قافلہ آج کہیں نہیں دیکھا ہوگا۔ جو ایک شخص کی تحقیق حال کرنے آئے تھے۔ اور اُس کے غلام بن کر اور اپنا دین چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا "سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نُجَاهِلُكُمْ لَنَا مَا نَحْنُ عَلَيْهِ وَلَكُمْ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ لَمْ نَأْلُ اَنْفُسَنَا خَيْرًا۔ (بس ہم تم کو سلام کریں، معاف رکھو، ہم تمہاری جہالت کا جواب جہالت سے دینا نہیں چاہتے۔ ہم اور تم میں سے جو جس حال پر ہے۔ اس کا وہی حصہ ہے۔ ہم نے اپنے نفس بھلا چاہنے میں کچھ کوتاہی نہیں کی، اسی کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں۔ واللہ تعالےٰ اعلم

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ جس جاہل سے توقع نہ ہو کہ سمجھانے پر لگے گا اُس سے کنارہ بہتر ہے (موضح)"

(۲۳) مومن صاحب اقتدار ہوکر دین کو قائم کرتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ o (الحج آیت ۴۱ - ع ۶)

ترجمہ! وہ لوگ اگر ہم انہیں دنیا میں حکومت دے دیں تو نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں۔ اور نیک کام کا حکم کریں۔ اور برے کاموں سے روکیں۔ اور ہر کام کا انجام تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے

حاصل یہ نکلا؟

کہ وہ (۱) نماز قائم کرتے ہیں

(۲) زکوٰۃ دیتے ہیں

(۳) نیک کام خود کرتے ہیں دوسروں کو ان کے کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اپنی طاقت دینی احکام کو رواج دینے میں صرف کرتے ہیں

(۴) برے کاموں سے خود رکتے ہیں اور لوگوں کو روکتے ہیں۔

(۵) ہر کام کرتے وقت نظر اللہ تعالےٰ پر رکھتے ہیں کہ وہ ان کی کوشش وسعی بر لائے۔ ان کے اعمال میں اخلاص کا جذبہ موجزن ہوتا ہے۔

۲۴۔ مومن کا استعانت الٰہی کرنے کا طریقہ

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ (البقرہ آیت ۴۵، ۴۶ ۔ ۵ ۔ ۶)

ترجمہ! اور صبر اور نماز سے مدد لیا کرو۔ اور بے شک نماز مشکل ہے مگر ان پر جو عاجزی کرنے والے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں ضرور اپنے رب سے ملنا ہے۔ اور ہمیں اس کے پاس لوٹ کر جانا ہے

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں
"یعنی اس کی عادت کرو، تو سب کام دین کے آسان رہیں۔"

حاصل یہ نکلا

کہ استعانت الٰہی کے لئے

(۱) نماز باقاعدہ سب ارکان بجالا کر۔۔ باجماعت پڑھنی ہوگی

(۲) صبر کو اپنا شعار بنانا ہوگا۔ ڈٹ کر دینی احکام پر عمل کرنا ہوگا

اور

یہ حمیدہ خصلتیں انہیں عطا ہوتی ہیں۔

(۱) اللہ تعالےٰ کے حضور میں عاجزی کرتے ہیں۔ تکبر اور غرور سے دور رہتے ہیں

(۲) قیامت پر یقین رکھتے ہیں۔ جانتے ہیں کہ یہ دنیاوی زندگی عارضی ہے۔ ایک دن مرنا ہے۔ قیامت کا دن معین ہے۔ جس دن ذرہ ذرہ نیکی و بدی کا حساب ہوگا۔۔ یہی خطرہ انہیں صراط مستقیم پر گامزن ہے ؎

چہ از حال قیامت دمی میندیشی
کہ حال بے خبراں سخت زار خواہد بود

بقطرہ قطرہ حرامت حساب خواہد بود
بذرہ ذرہ حلالت شمار خواہد بود (سعدیؒ)

۲۵۔ عاجزی کرنے والے مومن کے اوصاف

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ (الحج آیت ۳۴، ۳۵)

ترجمہ! اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو۔ وہ لوگ جب اللہ تعالےٰ کا نام لیا جائے۔ تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر مصیبت آئے تو صبر کرنے والے ہیں۔ اور نماز قائم کرنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرنے والے ہیں۔

یعنی

(۱) عاجزی کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی بشارت ہے۔

(۲) اللہ کے احکام سن کر ڈر جاتے ہیں۔ اور ڈر کا نتیجہ اس کے اوامر و نواہی پر عمل۔۔۔۔۔ کی صورت میں ظاہر نہ ہونا چاہیئے۔

(۳) مصائب پر صبر کرتے ہیں۔ ان کا رونا لے کر فرائض عبودیت میں کوتاہی نہیں کرتے

(۴) نمازیں باقاعدہ ادا کرتے ہیں

(۵) اللہ تعالےٰ کے دیئے ہوئے مال ودولت میں سے اس کی راہ میں نیک کاموں میں حسب موقع اور حسب ضرورت خرچ کرتے ہیں

(۱۶) مومن مرد وزن کا مسلک یہ ہے

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّاۗىِٕمِيْنَ وَالصّٰۗىِٕمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (الاحزاب آیت ۳۵)

ترجمہ! بے شک اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں، اور ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں اور فرمانبردار مردوں اور فرمانبردار عورتوں اور سچے مردوں اور سچی عورتوں، اور صبر کرنے والے مردوں اور صبر کرنے والی عورتوں، اور عاجزی کرنے والے مردوں اور عاجزی کرنے والی عورتوں اور خیرات کرنے والے مردوں اور خیرات کرنے والی عورتوں اور روزہ رکھنے والے مردوں اور روزہ دار عورتوں اور پاکدامن مردوں اور پاک دامن عورتوں۔ اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مردوں اور بہت یاد کرنے والی عورتوں کے لئے بخشش اور بڑا اجر تیار کیا ہے۔

مندرجہ بالا آیت میں مومنوں کے خصائل کا بیان ہے

(۱) مسلمان ہونا

(۲) ایمان دار ہونا

(۳) قانتین یعنی فرمانبردار ہونا۔ ادب کے ساتھ عبادت اور اطاعت میں لگے رہنا اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہر حکم کو بسروچشم قبول کر کے اس پر عمل کرنا

(۴) صادقین بننا، سچے ہونا، ہمیشہ سچ بولنا، جھوٹ سے بچنا

(۵) صابرین ہونا۔ تکلیفیں اور سختیاں برداشت کر کے۔ شریعت کے احکام پر عمل پیرا ہونا۔ اشاعت دین میں جو تکالیف آئیں ان سے آزردہ خاطر نہ ہونا۔

(۶) خاشعین بننا۔ اللہ کے حضور میں عاجزی کرنا۔ تکبر اور سرکشی نہ کرنا

(۷) متصدقین ہونا، خیرات کرنے والے بننا۔ اول فریضہ زکوٰۃ باقاعدہ مستحقین کو دینا اس کے بعد نیک کاموں میں صدقہ اور خیرات کے طور پر مال دینا

(۸) صائمین روزہ دار بننا۔ رمضان کے مہینے کے روزے رکھنا۔ جو فرض ہیں۔ اس کے بعد ہمت ہو تو نوافل روزے رکھے جا سکتے ہیں

(۹) حفاظت فرج کرنا۔ پاکدامن رہنا، زنا سے بچنا۔ لوازمات زنا کے قریب نہ جانا

(۱۰) ذکر الٰہی بکثرت کرنا۔ فریضہ نماز دل کو ادا کرتے رہنا۔ نماز بھی اللہ کی بڑی یاد ہے۔ دوسرے مسنونہ ذکر اذکار کرتے رہنا۔ دنیاوی مشاغل میں یاد الٰہی رکھنا ع

دست بکار دل بیار

ان حمیدہ خصائل کے حامل (مرد اور عورتیں) مغفرت اور اجر عظیم جنت اور اس کی نعمتیں پائیں گے۔

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں۔۔۔۔ کہ عورت ہو یا مرد کسی کی محنت اور کمائی اللہ کے یہاں ضائع نہیں جاتی اور جس طرح مردوں کو روحانی و اخلاقی ترقی کرنے کے ذرائع حاصل ہیں۔ عورتوں کے لئے بھی یہ میدان کشادہ ہے۔۔۔۔"

اب

مردوں اور عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے اپنے دائرے کے اندر رہ کر ان اوصاف حمیدہ کو اپنائیں اور مغفرت اور جنت کے مستحق بنیں ؎

اگر قدر خود بدانی قربت فزوں شود
نیکو نہاد باش کہ پاکیزہ جوہری
(سعدیؒ)

۲۷۔ صفات مومن

(۱) الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۙ (البقرۃ آیت ۴)

ترجمہ! یہ وہ کتاب ہے۔ جس میں کوئی شک نہیں۔ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے، جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو ایمان لاتے ہیں۔ اس پر جو اُتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر بھی یقین وہ رکھتے ہیں۔

یعنی

(۱) یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ۔ یعنی جو چیزیں ان کے حواس و عقل سے پوشیدہ ہیں۔ صرف اللہ اور رسولؐ کے فرمانے سے ان کو صحیح مان لیتے ہیں۔ (بیان القرآن)

مثلاً

خدا کی ذات اور اس کی صفات و ملائکہ کتب آسمانی، حضرات انبیاء علیہم السلام اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں

(۲) یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ ۔ سب ارکان اور شرائط بجا لاکر پابندی کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں

(۳) وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۔ زکوٰۃ صدقہ اور خیرات دیتے ہیں۔ نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔ اللہ کے دیئے ہوئے مال کو فضول اور غیر شرعی رسومات میں ضائع نہیں کرتے علم و ہنر عقل و تدبر وغیرہ بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی چیزیں ہیں انہیں بھی نیک کاموں میں استعمال کرتے ہیں۔

(۴) وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ یعنی قرآن پر ایمان لاتے ہیں

(۵) وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ ۔۔۔ ان کتابوں پر یقین رکھتے ہیں جو آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں۔

مسئلہ:۔ ایمان سچا سمجھنے کو کہتے ہیں۔ عمل کرنا دوسری بات ہے۔ پس جتنی کتابیں اللہ تعالےٰ نے پہلے انبیاء علیہم السلام پر نازل کی ہیں سب کو سچا سمجھنا فرض اور شرط ایمان ہے۔ یعنی یوں سمجھے کہ اللہ تعالےٰ نے جس طرح نازل فرمائی تھیں وہ صحیح ہیں۔ خود غرض لوگوں نے جس قدر اس میں تبدل و تغیر کر دیا وہ غلط ہے رہ گیا

عمل

سو وہ صرف قرآن پر ہوگا

پہلی کتابیں

منسوخ ہوگئی ہیں ۔۔۔ اس لئے ان پر عمل جائز نہیں

(۵) وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ۔ اور آخرت (یوم جزا و سزا) پر یقین رکھتے ہیں ۔۔۔

(۲) وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۚ

ترجمہ! اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو، اور جنت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین ہے جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں۔ اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں۔ اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ مومن

(۱) **انفاق مال کرتے ہیں**۔ وہ خوشی اور غمی، سختی اور آسانی، تندرستی اور بیماری غرض ہر حالت میں اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں

(۲) (کاظمین) غصہ پی جانے والے ہیں:۔ لوگوں کی لغزشوں اور غلطیوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ غصہ کا اظہار تک نہیں کرتے اقتدار پاکر دشمنوں کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں صحیح معنیٰ میں پہلوان وہ ہے کہ غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھے غصہ پی جانا بڑی ہمت کا کام ہے

(۳) لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں ۔۔۔ لوگوں کی تقصیرات سے درگزر کرتے ہیں۔ ان پر احسان کرتے ہیں

(۴) محسنین نیکی کرنے والے ہیں۔ نیکیوں میں لگے رہتے ہیں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کے دوستوں کے زمرے میں ان کا بھی شمار ہو

(۳) وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ۭ اُولٰۗىِٕکَ سَیَرْحَمُھُمُ اللّٰہُ ۭ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝ (التوبہ آیت ۷۱)

ترجمہ! اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ نیکی کا حکم کرتے ہیں۔ اور برائی سے روکتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں۔ جن پر اللہ رحم کرے گا بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

یعنی

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے (دینی) رفیق ہیں۔ نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔ اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کا کہنا مانتے ہیں۔ ان لوگوں پر ضرور اللہ تعالےٰ رحم کرے گا" بیان القرآن

(باقی آئندہ)

جلسہ عام

مورخہ ۴۔ ۵ اپریل ۶۳ء مطابق ۹۔۱۰ ذیقعد ۸۲ھ بروز جمعہ و ہفتہ مدرسہ اشرف العلوم سکرنڈ ضلع نواب شاہ کی طرف سے عظیم الشان سالانہ کانفرنس ہو رہی ہے۔ جس میں بہت سے مشائخ کرام اور علماء حضرات شرکت کر رہے ہیں۔ جن میں سے جناب مولانا حافظ محمود اسعد صاحب ہالیجوی، مولانا احمدین صاحب خلیفہ حضرت ہالیجوی علیہ الرحمۃ، مولانا دوست محمد صاحب قریشی، مولانا عبدالغنی صاحب جاجروی مولانا عبدالقادر صاحب آزاد۔ اور ان کے علاوہ کافی زعمائے ملت اس کانفرنس میں شرکت فرما رہے ہیں۔ ناظرین سے استدعا ہے۔ کہ اس عظیم الشان کانفرنس میں شریک ہو کر اجر دارین حاصل کریں ۔۔۔ المعلن ۔۔۔ دائم الدین ناظم اعلےٰ مدرسہ اشرف العلوم سکرنڈ۔

روحانی امراض کا ہسپتال

(محمد عثمان غنی بی اے ڈاہ کینٹ)

مفت ملتی ہے دوا آؤ کھلا ہے ہسپتال!
درد دل والو تمہارا قال بن جائے گا حال
نسخہ اکسیر دیں گے دور ہو جائیں گے روگ
ڈاکٹر صاحب ہیں اپنے پر جلال و پر جمال!
اک نظر میں دل کی دنیا کا بدل دیتے ہیں رُخ
قلب غافل پھر کرے گا ذکر ربّ ذو الجلال!
علم وہ ہی علم ہے جس پر عمل بھی ہو مُدام
رنگ چڑھ جائے گا ہو گر صحبت اہل کمال!
بھیس میں اہل صفا کے ہیں کئی بھروپیئے
اللہ اللہ کرنے والے ہیں جہاں میں خال خال
مرد حق کو دیکھنے سے یاد آتا ہے خُدا
اہل حق کھاتے نہیں ہیں دوسرے لوگوں کا مال
چپّے چپّے پر ہیں اڈّے مکر اور تزویر کے
جا بجا پھیلے ہوئے ہیں شرک اور بدعت کے جال
لوگ کہتے ہیں نہیں ہوتا دعاؤں میں اثر
ہو دعاؤں میں اثر جب کھائیں وہ رزقِ حلال
خبط ہے تنقید کا کچھ بدنصیبوں پر سوار
بچ سکے نہ جن کے حملوں سے رسولِ بے مثال
اپنی آنکھیں بند ہوں تو کچھ نہیں آتا نظر
مت کرو اہل نظر پر دوستو ٹیڑھے سوال!
دِل کی تاریکی مٹالو آ کے بزمِ ذکر میں
آج بھی موجود ہے انور سا مردِ خوش خصال

میں غنی ناچیز ہوں احمد علیؒ کا ہوں غلام
ورنہ ایسی نظم لکھوں، یہ کہاں میری مجال!

نمازی و غازی

(مرتبہ محمد قاسم انور مدرسہ عربیہ قاسم العلوم لیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۵

قومی خطرے کے وقت انفرادی نیکی کی قیمت بہت کم رہ جاتی ہے ۔ جو عبادت گزار اور نیک شعار خطرے کے وقت سینہ سپر نہیں ہوتا ۔ اس کی نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں ۔ سچا مذہب وہ ہے جو انسان میں انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح کی خوبیاں پیدا کرے ۔ یعنی امن کے وقت دوستوں کا محبوب ہو ۔ اور جنگ کے وقت غنیم کا دشمن ہو ۔ ہر مذہب کی ابتدا میں انفرادی نیکی کے ساتھ اہل مذہب میں جنگی سپرٹ کا ظہور ہوتا رہا ہے ۔ جوں جوں اہل مذہب میں مذہبی روح فنا ہو جاتی ہے ۔ ان سے جنگی قابلیت مفقود ہو جاتی ہے ۔ قومی اور ملکی خطرے کے وقت وہ گوشوں میں پناہ پاتے ہیں ۔ دشمن میدان خالی پا کر ملک کا امن برباد کر دیتا ہے ۔ اہل وطن کے مال و دولت پر قبضہ جما لیتا ہے ۔ بدر کے اللہ والوں کی زندگیوں کو دیکھو نماز کے وقت پانی سے وضو کرتے تھے ۔ جنگ کے وقت خون سے ہولی کھیلتے ہیں ۔ رات کو مصلوں پر بیٹھتے ہیں ۔ تو دن کو گھوڑوں کی پیٹھ پر دکھائی دیتے ہیں ۔ دیکھو جب تک مسلمانوں میں انفرادی و اجتماعی نیکی موجود رہی وہ دنیا میں سرفراز رہے اور جب سے ملی ۔ اور ملکی خطرے کے وقت نفلی عبادتوں میں مصروف ہونے لگے ۔ دنیا کے ہر گوشے میں اسلام بے توقیر ہو کر رہ گیا ۔ یاد رکھو امن کے وقت حُسن سلوک اور حسن معاملہ کا نام اسلام ہے جنگ کے وقت سرفروشی سچا دین ہے ۔ جو امن اور جنگ دونوں حالتوں میں مذہب کا فرمانبردار بندہ بنا رہے گا ۔ فلاح پائے گا ۔ جو امن کے وقت بدمعاملہ اور بدقماش ہو گا ۔ خطرے کے وقت جان چرائے گا ۔ اور وہ آخرت میں سزا پائے گا ۔ جس قوم کے افراد امن کے ایّام میں بدکردار اور ناہنجار ہوں گے ۔ اور وہ خطرے کے وقت گھبرائیں گے ۔ وہ دنیا کی حکومت سے محروم کر دیئے جائیں گے ۔ ان پر پھر ان سے بہتر قوم حاکم کر دی جائے گی ۔ مسلمان ہر چند تعداد میں کم تھے اور کفار ساز و سامان میں ان پر فائق تھے ۔ لیکن سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہوئے ۔ ان میں سے ہر ایک جاں سپار تھا ۔ کوئی بھی غدار نہیں تھا ۔ قریش کے دل میں محض غرور اور جذبہ انتقام تھا ۔ مسلمانوں کے پیش نظر دنیا کی سرداری اور عاقبت کی فلاح تھی ۔ پھر مقابلہ کیا تھا ۔ ولید حضرت علیؓ کے ہاتھ سے اور عتبہ حضرت حمزہؓ کے ہاتھ سے مارا گیا ۔ عتبہ کے بھائی شیبہ نے حضرت عبیدہ کو زخمی کر دیا ۔ حضرت علیؓ نے بڑھ کر شیبہ کو قتل کیا ۔ اور حضرت عبیدہؓ کو کندھوں پر اٹھا لائے ۔ عزیٰ کے بیٹے حضرت معاذ اور معوذ کم عمر تھے اس لئے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم شمولیت کی اجازت نہ دی ۔ آخر کار دونوں اس جنگ میں شامل ہو گئے ۔ جس وقت گھمسان کا رن پڑا تو انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے آکر پوچھا ۔ کہ حضورؐ کا دشمن چچا ابوجہل کون ہے ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اشارہ سے بتایا ۔ لڑکے نیر کی طرح چھپٹے شمشیر سے وار کیا ۔ اور ابوجہل کو خاک کر دیا ۔ یہ تھے کارنامے اتنے سے مسلمانوں کے ۔

جب قریش نے دونوں سرداروں یعنی عتبہ اور ابوجہل کو خاک میں پڑا پایا ۔ تو اُن کے پاؤں متزلزل ہو گئے ۔ بعضوں نے جنگ بے سود سمجھ کر سپر ڈال دی ۔ اسیری کو آزادی پر ترجیح دی ۔ اس جنگ میں ستر قریش کام آئے اور چودہ شہید ہوئے ۔ ۷۰ کے قریب قریش گرفتار ہوئے اور چودہ شہداء کے خون نے اسلام کی جڑ کو مضبوط کر دیا ۔ اگر ان بہادروں کے سُرخ خون کے دھبّے زمین پر نہ گرتے ۔ تو دنیا میں اسلام کا نشان تک

باقی بر صـ۱۴

فضیلتِ علم

قاری عبدالمجید مدرس مدرسہ انوار الاسلام کیہال ایبٹ آباد

دین و دنیا کی فلاح اور کامیابی ان لوگوں کو ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ کہ جو خدا تعالےٰ اور اُس کے رسولؐ کے فرمانبردار اور مطیع ہوں۔ اور جو احکام کتاب و سنت نے بتادیئے ہیں۔ ان کو بلا حیل و حجت تسلیم کرتے ہوں۔ لیکن ہم اُس کی حقیقت سے غافل ہیں۔ اور جہالت و نادانی میں مبتلا ہیں۔ افسوس کی بات تو یہ ہے۔ کہ ہمیں کتاب و سنت کے علم اور عمل کی طرف سرے سے توجہ ہی نہیں اس لئے ہم طرح طرح کی پریشانیوں اور مصائب میں مبتلا ہیں۔ اگر ہم آج ہی اپنی پرانی روش کو چھوڑ دیں۔ اور کتاب و سنت کے پابند ہو جائیں۔ تو ہم کامیاب و کامران ہو سکتے ہیں لیکن ان احکام پر عمل کرنے کے لئے۔ ان کا سیکھنا بہت ہی ضروری ہے۔ جب تک ان احکام کو سیکھا نہ جائے۔ اُس وقت تک عمل کرنا ناممکن ہے۔ اسی لئے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ

(رواہ ابن ماجتہ) یعنی علم (دین) کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور دوسری جگہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حضورؐ کا یہ ارشاد اس طرح منقول ہے

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا ذَرٍّ لَاَنْ تَغْدُوَا فَتَعَلَّمَ اٰيَةً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ وَلَاَنْ تَغْدُوَا فَتَعَلَّمَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ اُعْمِلَ بِهٖ اَوْ لَمْ يُعْمَلْ بِهٖ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ اَلْفَ رَكْعَةٍ

(رواہ ابن ماجتہ)

آپؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ اگر تم کہیں جاکر ایک آیت قرآن مجید کی سیکھ لو۔ تو یہ تمہارے لئے سو رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور اگر تم کہیں جاکر ایک مضمون علم دین کا سیکھ لو۔ تو وہ تمہارے لئے ایک ہزار رکعت (نفل) سے بہتر ہے۔ اس ارشاد سے علم حاصل کرنے کی کتنی بڑی فضیلت.. معلوم ہوئی۔ اور ساتھ ہی یہ بات بھی، معلوم ہوئی۔ کہ عمل کے بغیر بھی علم کے حاصل کرنے کا بہت بڑا فائدہ ہے۔ اور جو ...... لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ جب عمل نہیں ہو سکتا۔ تو تحصیل علم کا کیا فائدہ! یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ اس حدیث میں یہ جو فرمایا کہ عمل کے بغیر بھی ثواب ملتا ہے۔ تو اس کی تین وجوہ ہیں۔ اوّل یہ کہ جب کسی کو دین کی بات معلوم ہو گئی۔ تو کبھی عمل کی بھی توفیق مل جائے گی۔ دوئم یہ کہ علم دین کی وجہ سے گمراہی اور ضلالت سے بچ جائے گا۔ سوئم یہ کہ اگر اُس نے کسی کو علم سکھا دیا۔ تو اُس کے سکھانے کا ثواب ملے گا۔

ارشاد باری تعالےٰ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو دوزخ سے بچاؤ۔ اس کی تفسیر میں حضرت علیؓ نے فرمایا عَلِّمُوْا اَهْلِيْكُمُ الْخَيْرَ یعنی اپنی اولاد کو بھلائی کی باتیں سکھاؤ۔ اس ارشاد سے معلوم ہوا۔ کہ جس طرح خود علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اسی طرح اپنی اہل و اولاد کو بھی سکھانا ضروری ہے۔ ورنہ انجام بُرا ہے۔

اب چند سطور میں علامہ ابن کثیرؒ نے جو علماء کی صفات اور اقسام بیان فرمائی ہیں۔ ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں۔

عالمِ دین کی صفات

پہلی صفت:۔ عالم دین وہ ہے۔ جو ہر وقت اللہ تعالےٰ سے ڈرتا رہے۔ یقیناً جو شخص جس قدر زیادہ خدا تعالےٰ کے متعلق معلومات رکھے گا۔ اتنا ہی زیادہ وہ اُس سے ڈرے گا۔ اور اُسی قدر اُس کے دل میں خدا تعالےٰ کی عظمت ہیبت بڑھے گی

دوسری صفت:۔ صحیح اور سچا علم اسی شخص کو حاصل ہے۔ کہ جو باری تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو۔

تیسری صفت۔ عالم حق وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حرام اور حلال کردہ چیزوں کو حلال جانے۔

(چوتھی صفت) عالم دین، دین کے لئے کتاب و سنت کے تمام احکام پر عمل ضروری ہے۔ اور یہ عقیدہ رکھنا کہ خدا تعالےٰ کی ملاقات حق ہے۔ اور اعمال کا حساب بھی ہوگا۔ ضروری ہے

پانچویں صفت۔ عالم کہتے ہی اُسے ہیں۔ جو در پردہ خدا تعالےٰ سے ڈرتا ہو اور اُس کی رحمت کا متلاشی اور اسی کی ناراضگی کا خوف رکھتا ہو۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ باتوں کی زیادتی کا نام علم نہیں۔ علم بکثرت خدا تعالےٰ سے ڈرنے کا نام ہے۔ اسی طرح امام مالکؒ نے فرمایا ہے۔ کہ علم کثرتِ روایات کا نام نہیں۔ علم ایک نور ہے۔ جو خدا بندوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے — احمد بن صالح مصریؒ سے اس طرح منقول ہے کہ کثرتِ روایات کا نام علم نہیں۔ بلکہ علم اُس تابعداری کا نام ہے۔ کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض ہو یعنی علم وہ ہے کہ جو اللہ تعالےٰ اور حضورؐ اور صحابہؓ سے پہنچا ہو۔

علماء کی تین قسمیں

قسم اوّل۔ عالم باللہ و امر اللہ۔ وہ عالم جو خدا تعالےٰ سے بھی ڈرتا ہو۔ اور اُس کی مقرر کردہ حدود اور فرائض کو بھی جانتا ہو۔

قسم ثانی۔ عالم باللہ۔ وہ عالم جو خدا تعالےٰ سے تو ڈرتا ہو۔ لیکن فرائض حدود کو نہ جانتا ہو۔

قسم ثالث۔ عالم بامر اللہ۔ وہ عالم جو حدود فرائض کو تو جانتا ہو۔ لیکن اُس کا دلِ خشیت الٰہی سے خالی ہو —

بقیہ نمازی غازی

باقی نہ رہتا۔ یہ مٹھی بھر مسلمان جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر نہ نکلتے تو نہ ان کی جان بچتی نہ عورتوں کی عزّت محفوظ رہتی۔ بہادروں کی موت دینِ اسلام کی حفاظت کا باعث بن گئی دنیائے اسلام ان بہادروں کی کس قدر احسان مند ہے

تو میرے بھائیو۔ بزرگو ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم بھی اپنے گھروں میں اور ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ کے لئے دینِ اسلام پہنچانے کے لئے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر دین اسلام پہنچائیں اور دنیا ہماری احسان مند ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ توفیق عنایت فرمائے۔ آمین —

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۲۴ شوال المکرم ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۱ مارچ ۱۹۶۳ء

محسن کی احسان شناسی کرنا

از جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۰ اما بعد

بزرگانِ محترم!

یہ مجلس محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے قائم ہوئی۔ اللہ تعالےٰ کے نام کی بلندی اور رفعت کا صدقہ ہے۔ کہ لاہور سے باہر کے لوگ بھی کثرت سے مجلس ذکر میں تشریف لاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمارا یہاں آنا قبول فرمائے۔ اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل، کرنے کے لئے، چلنا پھرنا۔ سفر کرنا سب عبادت میں شمار ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اپنے بچے حضرت اسماعیلؑ کے لئے پانی کی تلاش میں دوڑی تو اللہ تعالےٰ نے اس سعی کو پسند فرمالیا۔ اور آئندہ اُمتوں پر اس کا دوڑنا فرض قرار دیا۔ معافی مانگنے والوں کو حکم ہے ــ کہ بھاگو۔ تمام نجات بھاگنے پر موقوف ہے

کوئی پتہ نہیں۔ کہ ہمارے محبوب اللہ تعالےٰ کو ہماری کون سی بات پسند آجائے اس لئے چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی نہیں چھوڑنا چاہیئے شاید اللہ تعالےٰ اُس سے خوش ہو جائیں۔ اپنے گناہوں کے لئے ہر وقت توبہ استغفار کرتے رہنا چاہیئے۔

میں نے شروع میں عرض کیا تھا، کہ مجھے کراچی کے ایک سفر میں ایک پروفیسر صاحب سے واسطہ پڑا۔ جو یاد الٰہی کرنے کو غیر ضروری قرار دیتے تھے۔ یہ اُن کی علمی حماقت اور جہالت کا نتیجہ تھا۔

ذکر الٰہی کی ضرورت کے سلسلہ میں کئی جمعراتوں سے یہی بیان چلا آرہا ہے

سورۂ جمعہ میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ نماز جمعہ کے وقت کاروبار نہ کرو نماز پڑھنے کے بعد زمین میں پھیل جاؤ۔ اور اللہ تعالےٰ کا فضل تلاش کرو۔ اور کثرت سے اللہ تعالےٰ کی یاد کرو۔ تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ حج کے دوران کثرت ذکر کا حکم فرمایا۔ اور حج کے بعد اور زیادہ یاد کرو (اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا)۔

کسی نیکی پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہیئے۔ نیکی پر غرور کرنا انسان کی تباہی ہے۔

درخت کو پھل لگتا ہے تو وہ جھک جاتا ہے۔

اسی طرح جب انسان کو علم وعمل کا پھل لگے۔ تو اس میں عاجزی وانکساری پیدا ہونی چاہیئے۔ نہ کہ تکبر وغرور ــ

اللہ تعالےٰ سے ڈرنا چاہیئے کہ جس ذات نے یہ علم حاصل کرنے یا نیکی کے کام کرنے کی توفیق دی ہے۔ وہ اُسے چھین بھی سکتا ہے

اگر اللہ تعالےٰ اپنی یاد اور عبادت کا قرآن مجید میں حکم نہ بھی فرماتے۔ پھر بھی فطرت انسانی کا تقاضا ہے کہ محسن کے احسان کا شکریہ ادا کیا جائے

اللہ تعالےٰ ہمارے حقیقی محسن ہیں۔ اُن کے ہم پر لاتعداد احسانات وانعامات ہیں۔ تو ہمیں بھی بے انتہا اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ ذکر الٰہی انسان کی گھٹی میں ہونا چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ہر چیز انسان کے لئے پیدا کی۔ اور انسان کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ

ہمارا مقصدِ حیات اللہ تعالےٰ کی عبادت ہے۔ نہ کہ دنیا کے دھندوں میں پھنسنا، مقصود ہمارا کھانا پینا نہیں ہے، بلکہ زندگی کے لئے کھانے پینے کے لئے سعی وکوشش کرنا ضروری ہے۔ کوشش کو قبول کرنا۔ پھل لگنا نہ لگنا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے ــ

اللہ تعالےٰ کے احسانات وانعامات کا اصل شکریہ ہے۔ کہ ہر چیز کو اس کے ٹھکانے پر خرچ کیا جائے ــ

ساری زندگی اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری میں خرچ ہو۔ زبان کا شکریہ ہے ــ کہ ذکر الٰہی کرو۔ چغلی شکوہ نہ کرو۔

نیکی کے کاموں میں تعاون کرو۔ اور اور برائی کی محفلوں میں مت جاؤ۔

اپنے گھروں میں اللہ تعالےٰ کو کثرت سے یاد کیا جائے ــ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ پہلے لوگ کنجر خانے میں جاتے تھے لیکن اب تقریباً ہر گھر میں کنجر خانہ کھلا ہوا ہے۔ یعنی ریڈیو ہر گھر میں موجود ہے ــ اس کے گانوں سے پرہیز کرو۔

گھر میں اللہ تعالےٰ کی یاد کرنے سے گھر میں برکت ہوگی۔ ضروریات زندگی پوری ہوں گی۔ حضرتؒ فرماتے تھے۔ کہ ہمارے گھر میں کبھی لڑائی جھگڑا نہیں ہوا، ہوتا بھی کیسے۔ حضرتؒ اور ہماری والدہ محترمہ دونوں ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول ہیں اور قرآن کی خدمت کرتے ہیں ــ

اسی ذکر اور قرآن کی بدولت بزرگان دین بزرگ بنے۔ اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے بنے۔ دنیا اور آخرت میں سرخ روئی حاصل کی ــ

ہماری مسجد میں بابا قائم دین ہیں۔ گھاس کھودا کرتے تھے۔ حضرتؒ نے فرمایا۔ چھوڑو گھاس کھودنا۔ ذکر اللہ کیا کرو۔ اللہ تعالےٰ خود رزق کا بندوبست فرما دے گا

اب اللہ کے فضل وکرم سے بابا قائم دین حج کرنے چلا گیا ہے۔ ذکر اللہ کی بے انتہا برکتیں ہیں۔ ذکر اللہ کرنے سے انسان کو اللہ تعالےٰ کی ذات پر اعتماد اور بھروسہ پیدا ہو جاتا ہے۔ دنیا کے اسباب پر اس کی نظر نہیں ہوتی۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کے فضل پر اس کی نظر ہوتی ہے ــ

بابا قائم دین کو حضرت مولانا حبیب اللہ مدظلہ العالی سے بہت محبت ہے۔ خط لکھا کرتے تھے۔ کہ مجھے روپے بھیجو۔ تاکہ میں حج کرنے آؤں۔ جب میں حضرت کے ساتھ حج کرنے کے لئے گیا۔ تو مولانا حبیب اللہ صاحب نے مجھے ایک چونی دی۔ اور کہا کہ یہ چونی بابا قائم دین کو دے دینا۔ اور کہنا کہ باقی اپنی طرف سے ڈال کر حج کے لئے آجائے۔ اللہ تعالےٰ نے حقیقتاً حج پر جانے کا سبب بنا دیا۔ یہ سب اللہ تعالےٰ کے ذکر کرنے کی برکتیں ہیں ــ دعا کرو کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو صلہ

صلہ اپنی کثرت سے یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے ہمارے ذکر عبادت کو قبول فرما کر نجات کا ذریعہ بنائے۔ امین یا رب العالمین

عورتوں کا صفحہ

پچاس سال پہلے

محترمہ خیر النساء صاحبہ بہتر

اب کی بات نہیں پچاس سال پہلے کی بات ہے۔ مسلمان گھرانوں میں کوئی ایسا گھرانہ نہ تھا جس میں خاندان کے بزرگ اپنے چھوٹوں کی دینی تعلیم و تربیت اور حسن معاشرت کی طرف خاطرخواہ توجہ نہ دیتے ہوں۔ اُس مبارک زمانہ میں والدین فرض جانتے تھے کہ وہ اپنے بچوں نیز خاندان کے چھوٹوں کی صحیح طور پر تعلیم و تربیت کا سامان مہیا کریں ان کے چال چلن عادات اطوار، نشست و برخاست اور بول چال پر کڑی نگاہیں رکھیں پیار و محبت سے ان کی تعلیم و تربیت کریں۔

عام قاعدہ تھا کہ بی بیاں بچیوں کو بلا کر پاس بٹھاتیں اُن سے مزے مزے کی باتیں کرتیں، نماز کی سورتیں یاد کراتیں اور رفتہ رفتہ احکام شریعت و فرائض و واجبات دین پر عمل کراتیں۔ جب اس طرف سے اطمینان ہو جاتا تو حسن معاشرت کی تعلیم دیتی تھیں۔ ان کی معاشرت پر ہر وقت نظر رکھتی تھیں۔ اور ان کے ہر انداز کو دیکھتی تھیں۔ حالانکہ بچپنے سے ان میں کسی قسم کی آزادی و خودغرضی و بے حیائی و بداندیشی نہیں پائی جاتی تھی جیسے اس وقت لڑکیوں میں عام طور پر پائی جاتی ہے۔ اور اس وقت کی حالت بھی اس وقت سے بہتر اور قابل اطمینان تھی۔ مگر اس پر بھی ان کا تربیت کے موقع پر خیال نہ کیا جاتا تھا۔

بچپن ہی سے شرم و حیا کے راستہ پر لگاتی تھیں۔ ان کی تعلیم و تربیت کا اُن پر وہ اثر ہوتا تھا کہ پھر وہ کسی دوسرے کا اثر نہ لے سکتی تھیں۔ ان کی نشست و برخاست کے لئے ایسی جگہ تجویز کی جاتی تھی جس کے باعث تمام خرابیوں سے محفوظ رہتی تھیں۔ کبھی بے پردگی نہ ہو سکتی تھی۔ ماں یا بہن جو کسی وقت جاتی تھیں تو کچھ دیر بیٹھ کر انہیں کام سکھاتی تھیں اور نشیب و فراز دکھاتی تھیں۔ اچھی باتوں کی ترغیب دیتیں اور بری باتوں سے نفرت دلاتی تھیں۔ ہر بُرے کام کا انجام بتا کر انہیں خوف دلاتی تھیں کہ شادی ہونے پر بھی وہ نہ جا سکتا تھا —— حیاء و شرم کو جوہر بنا کے دکھاتی تھیں اور بے حیائی کا ایسا اندیشہ پیدا کرتی تھیں جس سے وہ کانپ اٹھتی تھیں۔ ان باتوں کا یہ اثر ہوتا کہ ماموں و چچا سے بھی بے تکلف نہ ہوتیں۔ رشتہ کے بھائیوں سے بہت احتیاط رکھتیں بلکہ پردہ کراتیں بخلاف شریعت کاموں سے روکتیں۔ سوائے قرآن و حدیث اور دینیات کے کسی کتاب پر متوجہ نہ ہونے دیتیں۔ صاف کہہ دیتیں کہ ان چیزوں کے علاوہ دوسری چیزوں میں وقت صرف کرنا بیکار ہے۔ غلط کتابوں کو ہاتھ میں نہ دیتیں۔ مجھے خود اپنا واقعہ یاد ہے کہ ایک مرتبہ میرے ہاتھ قصہ شاہ روم اور کتاب حلیمہ دائی لگ گئی۔ مَیں پڑھ رہی تھی کہ میرے بڑے بھائی تشریف لے آئے۔ دیکھ کر فرمایا۔ یہ کتابیں مت پڑھو اس کی روائتیں مستند نہیں۔ اس کے بجائے راہ نجات اور مالابدّ منہ پڑھو یہ دونوں کتابیں مسائل پر ہیں اور چونکہ یہ میرے کام کی تھیں اور ان کے ذریعہ اچھی اور بُری باتوں کا علم ہوتا ہے اس وجہ سے ان کے پڑھنے کا حکم ہوا۔

اسی طرح عام قاعدہ تھا کہ بڑوں کو چھوٹوں کی دینداری اور نیک باتوں پر دلی مسرت ہوتی تھی۔ بڑے جب اپنے چھوٹوں کو کسی اچھی راہ پر دیکھتے تو اپنی خوشی و مسرت کا اظہار کئے بغیر نہ رہتے۔ ان کے نزدیک نیکی اور دینداری نعمتِ عظمیٰ جیسی ہوتی اور وہ اس پر پھولے نہ سماتے۔ مَیں نے جب قرآن حفظ کرنا شروع کیا تو میرے بڑے بہنوئی اور چچازاد بھائی مولوی سید خلیل الدین صاحب مرحوم بے انتہا خوش ہوئے اور انہوں نے اس خوشی میں ہر ہفتہ دعوت دینی شروع کر دی۔ ہر ہفتہ ایک نئی دعوت کرتے۔ اور جب مَیں نے پورا قرآن حفظ کر لیا تو ایک عظیم الشان دعوت کی اور بے انتہا مسرت کا اظہار کیا۔ جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ خاندان کے دوسرے افراد نیز اس میں شرکت کرنے والے دوسروں کے دل میں اس کام کی قدر پیدا ہوئی اور ان کی نگاہوں میں فخر و مباہات کی بات معلوم ہوتی۔ یہ بات صرف میرے ساتھ ہی مخصوص نہ تھی۔ یہ طرز عام گھرانوں میں رائج تھا۔ بچیوں کو پہلے قرآن مع ترجمہ پڑھایا جاتا تھا۔ بچیوں کے ہاتھوں میں عام طور پر وہ قرآن شریف ہوتے جس کے مابین السطور یا حاشیہ پر ترجمہ ہوتا اور وہ ترجمہ بھی پڑھتیں۔

اسی طرح نماز روزہ کی تاکید رکھتیں۔ عموماً بچوں اور بچیوں کو جب پہلا روزہ رکھایا جاتا تو اہتمام کیا جاتا۔ اُس سے بچوں اور بچیوں پر ایک خاص اثر پڑتا اور اس کے ذوق و شوق میں زیادتی ہوتی لیکن آج کی طرح نہیں کہ صرف نام و نمود کے لئے کیا جاتا ہے اور بچّے کی روزہ کشائی میں صرف تکلفات کئے جاتے ہیں۔ اور اس کی دوسری بری عادتوں کو نہیں چھڑایا جاتا نہ نماز کی تلقین کی جاتی ہے یہ کوئی دینداری نہیں ہے۔ لیکن گذشتہ زمانے میں اگر روزہ کشائی میں اہتمام ہوتا تو نماز کے لئے بھی اُٹھتے بیٹھتے کہا جاتا اور اس کو پکّا نمازی بنایا جاتا۔ اور گھر کا گھر دیندار ہوتا۔ علم دین کا چرچا ہوتا۔ پھر اس کا یہ نتیجہ نکلتا کہ بچوں اور بچیوں میں خدا پرستی، حق شناسی پیدا ہوتی پھر وہ خود بڑی ہو کر اپنے چھوٹوں کو اسی راہ پر لگاتیں۔

جب بچّے اور بچیاں اپنے اپنے بستروں پر لیٹ جاتیں تو گھر کی بڑی بوڑھیاں ان کو بزرگوں کے دلچسپ واقعات سناتیں۔ صحابۂ کرام، صحابیات، مجاہدین اسلام، بزرگ خواتین کے حالات سناتیں۔ بچے یہ اچھے اچھے حالات سنتے سنتے سو جاتے۔ پھر جب سویرے اٹھتے تو آنکھ کھلتے ہی ان سے کہا جاتا کہ کلمہ پڑھو۔ بچے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتے اٹھتے اور اپنے بڑوں کو ادب سے سلام کرتے اور بڑے مسکراتے ہوئے محبت سے جواب دیتے۔ غرضیکہ صبح سے شام اور شام سے صبح تک خاندان کی بڑی بوڑھیاں اور بڑے بوڑھے اپنے چھوٹوں کی تعلیم و تربیت کا پورا اہتمام کرتے تھے۔ ان کو وہ علم سکھایا جاتا جو ان کی زندگی کو انمول بناتا اور ہر وقت کام آتا تھا۔ عورتیں تو عورتیں مرد بھی فقط کارآمد اور نفع بخش تعلیم پر توجہ دیتے اور اسی کی خاطر تکلیفیں اٹھاتے پھر آئندہ اپنی کوشش و تدبیر میں کامیاب ہو کر نہایت آرام و فراغت سے زندگی بسر کرتے اور دنیا میں اس وقت جو اچھائی اور بھلائی کا کام ہو رہا ہے وہ اسی نیک تربیت اور توجہ کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالٰے آج بھی ایسی شفیق ہستیاں نصیب فرمائے جو اپنے بچّوں کے دین و دنیا دونوں کا خیال رکھیں۔

عبدالحمید خان آف فیروز سنز

غلافِ کعبہ کی نمائش

آخر اس کا مقصد کیا ہے

جب سے مصر میں اسلامی حکومت قائم ہوئی ہے۔ اُس وقت سے خانہ کعبہ کے لئے ہر سال غلاف مصر سے تیار ہو کر آیا کرتا تھا۔ جس کی تیاری کے لئے حکومت مصر نے محکمہ اوقاف قائم کر رکھا ہے۔

مصر میں شہنشاہیت کے خاتمہ کے بعد ناصر برسرِ اقتدار آئے تو مصر اور سعودی عرب میں کچھ ایسی سیاسی اویزشیں پیدا ہوئیں کہ غلاف کعبہ کی ترسیل کا سلسلہ گزشتہ سال سے ختم ہو گیا ہے

یقیناً یہ بہت بڑی سعادت ہے کہ اس کی تیاری کا کام پاکستان کے حصے میں آیا۔ اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی مستحق تبریک و تہنیت ہیں۔ کہ انہوں نے اس کام کی تکمیل کے لئے بہت جدوجہد کی۔ یہ مسئلہ زیر بحث نہیں کہ اس کی تیاری پر سعودی عرب کی حکومت نے کتنا روپیہ خرچ کیا۔ اور کپڑے کے ۔۔۔۔ لئے دھاگہ کہاں سے آیا۔ بہر حال الحمدللہ غلاف کعبہ تیار ہو گیا۔ لیکن حیرت ہے۔ کہ اس کی نمائش پر اس قدر زور کیوں دیا جا رہا ہے۔ دو ٹرینیں چل رہی ہیں جو مغربی پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں غلاف کی نمائش کر رہی ہیں۔ نتیجتاً بعض دکانوں نے بھی شہرت کے لئے کپڑے ٹانک دیئے۔ اور لوگ ہیں کہ جوق در جوق آ جا رہے ہیں۔ بعض مقامات پر خیمے تان کر اور قمقمے لگا کر اس کی نمائش کی گئی ہے۔ اور خدا جانے جب تک غلاف کعبہ چلا نہیں جاتا عوام کی اندھی عقیدت کیا حشر برپا کرے شائقین کی تکلیف و پریشانی کا اندازہ وہی کر سکتا ہے۔ جسے خود بھی غلاف کعبہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہو۔ عورتوں مردوں کا ہجوم، بچوں کی چیخ و پکار غرض ایک ہنگامہ ہاؤ ہو برپا ہے۔ ایک اخباری، اطلاع کے مطابق کئی آدمی ہجوم کے پاؤں تلے کچلے اور زخمی ہوئے۔ اور اگر اس رقم کا اندازہ کیا جائے جو نمائش کرنے والوں نے کیا یا زائرین نے شوق زیارت میں کیا۔ تو بلا مبالغہ اس رقم کی مقدار ہزاروں نہیں لاکھوں تک پہنچ جائے گی۔

سوچنا پڑتا ہے کہ اس نمائش سے آخر کون سے فرائض و سنن کی تعمیل ہوتی ہے۔ غیر ملکی دھاگے سے بنے ہوئے کپڑے میں تقدیس کیسے پیدا ہو گئی جس کی بنا پر عوام کو یوں ضعیف الاعتقاد بنایا جا رہا ہے۔ اگر یہ غلاف خانہ کعبہ سے مَس ہو کر آتا تو بھی ایک بات تھی۔ کہ یہ اللہ کے گھر سے ہو کر آیا ہے۔ لہٰذا یہ متبرک و مقدس ہے۔

کیا ہماری بدبختی نہیں کہ ہم اسلامی تعلیمات کی روح کو ترک کر کے آسان ذرائع نجات حاصل کرنے میں کوشاں ہیں ــــــ ہماری حالت پر تو حضرت غالب کا یہ شعر چسپاں ہوتا ہے کہ ؎

رات کو پی، صبح کو توبہ کر لی
رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

ہمارے معاشرہ میں جو گھناؤنے عیوب جڑ پکڑ رہے ہیں۔ اور جن سے ہر کہ و مہ تک واقف ہے۔ ان کو دور کرنے کی تو کسی کو فکر نہیں۔ البتہ یہ ضرور کہا جاتا ہے کہ نیکی اپنی جگہ پر ہے اور بدی اپنی جگہ پر ــــ

کلمہ پڑھ لینے سے دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ ایک اشک ندامت زندگی بھر کے گناہوں پر بھاری ہو گا۔ یہ مسیحی تصورات ہیں۔ جن کی اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں۔ یہاں تو نیکی اور بدی کا پورا حساب ہو گا۔ خداوند کریم ستار و غفور ہے۔ وہ حقوق اللہ کے سلسلے میں سہواً لغزشوں کو معاف کر سکتا ہے۔ لیکن حقوق العباد جن سے ہم لوگ قطعی بے نیاز ہیں ان کے بخش دینے کا تو خدا تعالیٰ نے کوئی وعدہ نہیں کیا۔ دور حاضر میں اولین اور اشد ضرورت یہ ہے کہ معاشرہ میں احترام آدمی پیدا کیا جائے۔ علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے ؎

آدمیت احترام آدمی
باخبر شو از مقام آدمی

جس مقدس اور مطہر گھر پر یہ غلاف چڑھایا جانے والا ہے۔ اُس کو خطاب کرتے ہوئے سرور کائنات فخر موجودات نبی آخر الزماں صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ "اے خانہ کعبہ۔ بلاشبہ تیری بڑی عظمت و شان ہے۔ لیکن بخدا ایک مسلمان کی عظمت تجھ سے بھی زیادہ ہے۔"

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا تھا کہ اے حجر اسود! تو ایک پتھر ہی تو ہے۔ ہم اس لئے تیری تعظیم کرتے ہیں کہ اللہ نے اس کا حکم دیا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم دی

احترام و تعظیم یقیناً قابل تعریف فعل ہے۔ لیکن ایسی تعظیم و تکریم جس کی اسلام نے اجازت نہ دی ہو۔ اور وہ فطرت انسانی کے منافی ہو۔ ایک ایسی بدعت ہے۔ جس سے مختلف غلط راستے کھل جانے کا اندیشہ ہے۔ جس کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا

سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ علمائے کرام جو بزعم خویش دین کی کشتی کے کھویا ہیں۔ وہ خود ایسی رسوم کی ترویج میں سرگرم نظر آتے ہیں۔ ان کے لئے ماسوا اس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ محض سستی شہرت کے طلبگار ہیں۔ ان علماء کا فرض تھا۔ کہ وہ مسلمانوں کو ایسے اقدامات سے مجتنب رہنے اور حقوق العباد کو پورا کرنے کی تلقین کرتے

غلاف کعبہ پاکستان میں بنا۔ ہمارے لئے یہ بہت بڑا شرف و اعزاز ہے۔ لیکن جب بن گیا تھا۔ تو ضرورت یہ تھی۔ کہ اس کو نمائش کے بغیر باعزت اور باوقار طریق سے مکہ معظمہ بھیج دیا جاتا۔

کاش کوئی اللہ کا بندہ میدان میں آئے اور اسلام کی صحیح روح اور تعلیم کو دمعاشرہ میں انسانیت اور احترام آدمی پیدا کیا جائے، جاری وساری کرنے کی سعی و کوشش فرمائے ؎

اے سواراں اشہب دوران بیا

ضروری تصحیح

حضرت شیخ التفسیر نمبر صفحہ ۲۸ آخری کالم کے نیچے اور صفحہ ۲۹ پر پہلے کالم میں ۷ دسمبر ۱۹۵۹ء کے بجائے ۱۷ ستمبر ۱۹۵۹ء پڑھیں

ادارہ خدام الدین

بقیہ خطبہ

محترم حضرات!

اصل میں تمام مسلمانوں کو توکل کے اعلٰے مقام پر پہنچنے کی کوشش کرنا چاہیئے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم یہ تو ہر مسلمان کے لئے لازم اور ضروری ہے کہ وہ سلسلۂ اسباب میں ہاتھ ڈالنے کے بعد خاطر خواہ نتیجہ نکلنے کی امید اپنی کارکردگی اور محنت پر نہ رکھے۔ بلکہ اللہ تعالٰے کے فضل پر بھروسہ کرے۔ مومن کے دل میں بھولے سے بھی یہ خیال نہ آنا چاہیئے کہ کام میں نفع یا کامیابی میری دانشمندی اور عقلمندی پر موقوف ہے ــــ اسباب سے بھی وہی نفع دیتا ہے اور بلا اسباب بھی وہی فائدہ پہنچا سکتا ہے ــــ

برادرانِ عزیز!

آج کل مسلمانوں کی گمراہی کا ایک بہت بڑا سبب ان کا عدم توکل بھی ہے ــــ اگر انسان اللہ پر بھروسہ رکھے، اُسی کو نفع نقصان کا مالک سمجھے، اپنی تمام حاجتیں اُس کے حضور پیش کرے، تمام مشکلات نجات دہندہ اُسی ذاتِ وحدہٗ لا شریک کو خیال کرے اور تمام اسباب کے باوجود نگاہ اسباب پر نہیں۔ بلکہ مسبب الاسباب پر رکھے تو یقین جانیئے اس کی اکثر برائیاں دور ہو سکتی ہیں،... وہ سنت نبویؐ پر عمل کر کے صحیح معنوں میں اللہ کا مخلص بندہ بن سکتا ہے۔ اور اس طرح دین حق کا بول بالا ہو سکتا ہے

آخر میں دُعا

کرتا ہوں کہ اللہ تعالٰے سب مسلمانوں کو ذرائع معاش اختیار کرنے اور سلسلۂ اسباب میں ہاتھ ڈالنے کے باوجود نفع حاصل کرنے میں اللہ تعالٰے پر توکل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ قرآن مجید اور فرقانِ حمید کے اس حکم کی تعمیل ہو جائے۔ جس سے مسلمان عام طور پر غافل ہیں۔ آمین یا الہ العالمین

اعلان

ایک عدد گھڑی ٹرو کے روز میکلوڈ روڈ سے ملی ہے۔ جس صاحب کی ہو نشان دہی کرا کے لے جا سکتے ہیں۔ حاجی بشیر احمد لذت کدہ چھلی چوک بخاری اندرون لوہاری گیٹ لاہور

انتقالِ پُر ملال

یہ خبر دینی، علمی اور ادبی حلقوں میں نہایت ہی افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ حضرت مولانا علامہ عبدالرشید طالوت رحمتہ اللہ علیہ ۲۱ مارچ ۱۹۶۳ء کو چھ بجے شام اس دارِ فانی سے راہیٔ ملک جاودانی ہو گئے ــــ

انا للہ و انا الیہ راجعون

علامہ موصوفؒ علمی اور ادبی حلقوں میں جانی پہچانی ہوئی شخصیت تھے۔ آپ اُردو، عربی اور فارسی تینوں زبانوں پر یکساں عبور رکھنے کے علاوہ کہنہ مشق ادیب اور صاحب فن شاعر تھے۔ آپ کا کلام ہر صنفِ سخن میں موجود ہے۔ لیکن آپ کی سب سے بڑی خوبی آپ کا دین خداوندی سے عشق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی پر جانثاری کا جذبہ تھا ــــ ان کا دل ایک مومن کا دل اور زندگی ایک مسلمان کی زندگی تھی ــــ حضراتِ دیوبند سے آپ کا طبعی لگاؤ اور ان کے مسلک سے والہانہ عشق آپ کا طرّہ امتیاز تھا ــــ

ادارہ خدام الدین ان کی وفات پر دلی صدمہ محسوس کرتا ہے، ان کے پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اور بارگاہِ رب العزت میں دست بدعا ہے کہ انہیں رحمت دو عالم کے دامنِ رحمت میں جگہ دے ــــ قارئین سے بھی ان کے حق میں دعائے مغفرت اور بلندیٔ درجات کی دعا کی درخواست ہے ــــ

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

نقد و نظر

عارف زاہر

بانیٔ دارالعُلوم دیوبند

سائز ــــ ۳۰×۲۰/۱۶

صفحات ۹۶

قیمت عہ روپیہ

مصنفہ ابوالزاہد محمد سرفراز

کتابت طباعت دیدہ زیب کاغذ سفید ٹائیٹل سادہ

ناشر:۔ ادارہ نصرت العلوم متصل گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

زیر تبصرہ رسالہ حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز صاحب جامع مسجد گکھڑ کا مرتبہ ہے۔ علامہ موصوف اس سے قبل متعدد کتب کے مصنف ہیں حسب سابق پیش نظر رسالہ بھی علامہ موصوف نے محنت اور عرقریزی سے مرتب فرمایا ہے ــــ

زیر تبصرہ رسالہ میں بانی دارالعلوم دیوبند کی مختصر سوانحیات کے ساتھ بانیٔ دارالعلوم دیوبند پر اہل بدعت کی طرف سے کئے گئے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ جس کے لئے علامہ مذکور مستحق مبارک باد ہیں۔

"بانی دارالعلوم دیوبند" نامی رسالہ میں بانی دارالعلوم دیوبند کے خاندان، سن ولادت، تکمیل کتب، بیعت، تذکرہ قیام دارالعلوم، جہاد شاملی، پادری فنڈر کی شکست، فتنہ آریہ کے سرسوتی کا فرار، آپ کا عشق رسول، وارنٹ گرفتاری، حج، حفظ قرآن، وفات وغیرہ کا مختصر مگر جامع الفاظ میں تذکرہ موجود ہے اور اس کے آخری ۳۶ صفحات پر اہل بدعت کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات بانی دارالعلوم دیوبند کی کتب کے حوالوں کے ساتھ درج ہیں اور دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس رسالہ کا ہر مسلمان کے پاس ہونا ضروری ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں (ادارہ)

بچوں کا صفحہ

حج

جناب غازی خدابخش صاحب لاہور

(دوسری قسط)

بیٹا:۔ اباجی! طواف کسے کہتے ہیں؟

باپ:۔ بیٹا! جب حج کا دن قریب آتا ہے تو لوگ اس مسجد میں جہاں یہ گھر ہے پہنچتے ہیں اور اس گھر کے ارد گرد گھومتے ہیں اسے طواف کہتے ہیں۔ اللہ کی تسبیح پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور گریہ و زاری سے اپنے اللہ سے نیک دعا مانگتے ہیں مرد سر سے ننگے ہوتے ہیں ایک چادر اوپر اور ایک چادر نیچے اوڑھے ہوتے ہیں اس لباس کو احرام اور اس مسجد کو مسجد الحرام یعنی حرمت عزت والی مسجد کہتے ہیں یہ بھی ایک عجب نظارا ہوتا ہے۔ سب ملکوں کے حاجی وہاں بیت اللہ کے گرد دائروں میں صفیں باندھ کر کھڑے ہیں اللہ کے گھر کے جنوب میں ہوں یا شمال میں مشرق میں ہوں یا مغرب میں غرضیکہ جس طرف بھی ہوں سب کا منہ بس اس گھر کی طرف ہوتا ہے اسی طرح دنیا میں جہاں کہیں بھی نمازی نماز پڑھتا ہے اپنا منہ بیت اللہ کی طرف کرتا ہے۔

بیٹا:۔ اباجی! اس گھر کی طرف ہی کیوں منہ کرتے ہیں؟

باپ:۔ بیٹا! اس لئے کہ وہاں اللہ کی کھلی نشانیاں موجود ہیں اس گھر کی تعمیر اللہ کے حکم اور وحی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی آپ وہ ذات ہیں جن کے متعلق دنیا بھر کی قومیں خیر و نیکی کی گواہی دیتی ہیں۔ بیت اللہ کی تعمیر سے پہلے یہ سرزمین بالکل بنجر، ویران اور دشوار گذار تھی کہ اس تک پہنچنا بھی لوگوں کے لئے سخت مشکل تھا اس بیت ابراہیمی کے سوا کوئی دوسرا گھر ایسا نہ تھا جس کا حج کیا جاتا اس کے سوا دوسرے مقام کا حج یا تو شرک ہے یا لوگوں کا اختراع، ایجاد یعنی اپنی بناوٹ ہے جس کی کوئی اصلیت نہیں۔

بیٹا:۔ اباجی! نفس کی پاکیزگی اور اندرونی صفائی کے لئے نہایت اہم اور ضروری چیز کیا ہے؟

باپ:۔ بیٹا! نہایت ضروری چیز یہ ہے کہ اس مقام پر پہنچا جائے، ٹھہرا جائے اور قیام کیا جائے جس کی عزت اور پاکیزگی خدا کے صالح اور نیک بندے ہمیشہ کرتے چلے آئے ہیں اور جہاں وہ ہمیشہ پہنچتے، ٹھہرتے، قیام کرتے اور ذکر الٰہی سے ہمیشہ اس کی تعمیر و تعظیم کرتے چلے آئے ہوں کیونکہ یہ باتیں نچلے فرشتوں یعنی ملاء ساحل کے فرشتوں کی ہمتوں کو اپنی طرف کھینچتے اور ان کے ربط و تعلق کو مضبوط اور مستحکم کرتے ہیں اور نیک کام کرنے والے اہل خیر و سعادت کے لئے ملاءِ اعلیٰ یعنی بڑے فرشتوں اور بہت بڑے نیک لوگوں کی جماعت کی کلی، عمومی دعاؤں کا رُخ پھیر دیتے ہیں۔

جب انسان ایسے مقام پر پہنچتا اور وہاں رہتا سہتا اور قیام کرتا ہے تو اس کے نفس اور دل پر خداوند تعالےٰ کے قریب پاک لوگوں کا رنگ اور ان کے اثرات غالب آجاتے ہیں۔ اور دہلی کے محدث (حدیث بیان کرنے والے) حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

یہ چیزیں میں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کی اور دیکھی ہیں اور پھر یہ کہ بجائے خود یہ امر بھی اللہ تعالےٰ کے ذکر کا ایک خاص سبق ہے کہ اللہ تعالےٰ کی نشانیوں کا مشاہدہ کیا جائے ان کو دیکھا جائے اور ان کی بڑائی اور عزت کی جائے کیونکہ ان کے مشاہدہ سے بھی اللہ تعالےٰ کی یاد تازہ ہوتی ہے اور اس طرح یاد تازہ ہوتی ہے جس طرح کسی ملزوم کے ذکر سے لازم کا ذکر، ملزوم کی یاد سے لازم کی یاد ضروری ہوتی ہے۔ خاص طور پر جب کہ تعظیمی ہیئتوں، شکلوں اور ایسی خاص حدوں کو بھی ضروری اختیار کر لیا جائے جو انسان کے نفس کے لئے بہت بڑی تنبیہ کا باعث ہوتی ہیں۔

کئی دفعہ انسان اپنے پروردگار کے شوق میں تڑپنے لگتا ہے۔ اور کوئی چارہ نہیں پاتا ایسے موقع پر اس کو کسی ایسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کے شوق کو پورا کر دے اور اس کے جذباتِ شوق کو تسکین بخشے اور ایسی چیز سوائے حج کے اور کوئی نہیں۔

اور پھر حج کی حقیقت تم اس مثال سے سمجھو کہ دنیا کی ہر سلطنت کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ سال بھر میں ایک مرتبہ ایک خاص مدت اور وقفہ کے بعد ملک کے خاص خاص بڑے بڑے لوگوں کو جمع کرے اور انہیں جانچے کہ ان میں مخلص وفادار کون ہے؟ اور خیانت کرنے والا اور دغاباز کون ہے؟ خلوص کے ساتھ سلطنت کی اطاعت گذاری کون کر رہا ہے؟ اور کون سرکش ہے؟ اس طریقے سے سلطنت کے نظام کی شہرت بھی ہوتی ہے۔ اور اس کا رعب، دبدبہ بھی قائم ہو جاتا ہے اس کی قوت کا سکہ بھی لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جاتا ہے نیز اس سے ملک کے دور دراز باشندوں میں ایک دوسرے سے تعارف، جان پہچان بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ (باقی باقی)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

(فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا)